Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

شمارہ 44

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

15 ذی الحجہ 1433 ہجری قمری یکم نبوت 1391 یکم نومبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا في عمره وامره۔

اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا۔ اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔

یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’قوم کو چاہیئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اُسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے ...... ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کروں گا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے .... بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہیئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا۔ اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لئے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے بھی الگ کر رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لئے اسی طرح سے نکالا کرے۔

چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوتو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشاء تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے۔ ابوبکرؓ نے سارا مال لا کر رکھ دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے نصف مال۔ آپ نے فرمایا کہ یہی فرق تمہارے مدارج میں ہے۔ اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں کہ مدد دینی بھی ضروری ہے حالانکہ اپنی گذران عمدہ رکھتے ہیں ...... یہاں تو بہت ہلکے چندے ہیں۔ پس اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے۔ وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے۔ ہم ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری روپے ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے ......

یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا ہے تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔

پس ضرور ہے کہ ہزار در ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں ان کو کہا جاوے کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں۔ اور اس میں پھر غفلت نہ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 358-361۔ سن اشاعت 2003)

121 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان | اداریہ | یکم نومبر 2012

اسلام دشمنی کی حقیقت اور اس کا تدارک

قسط سوم (آخری)

قارئین ! اظہار خیال کی آزادی کے نام پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صاحبِ قاب قوسین، سید الرسل، خاتم النبیین، رحمت للعالمین کی توہین کی مذموم کوششیں ''انوسینز آف مسلمز'' کی شکل میں ناپاک فطرتوں کی طرف سے لگاتار جاری ہیں۔ اس فلم کے آنے پر مسلم ملکوں میں ردعمل کے طور پر مسلمانوں کا سڑکوں پر اُترنا اور تشدد اختیار کرنا ظاہر ہوا۔ توہین رسالت کے ردعمل کے طور پر مسلمانوں کی صحیح قیادت کا فقدان ایک بار پھر دنیا نے دیکھا۔ اُمت کے موعود امام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید، احادیث اور اپنے عملی نمونہ سے توہین رسالت کے جوابات اور ردعمل کی صحیح نشاندہی فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی تحریر وتقریر اور اپنے عملی نمونہ سے یہ بتایا کہ آنحضرت ؐ کی توہین کرنے والوں کا جواب تشدد سے دینا درست نہیں ہے بلکہ قرآنی ارشاد کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ یقیناً بھلائی برائی کو دور کرتی ہے'' (ھود ۱۱:۱۱۵) اس آیت کے تابع توہین رسالت کے حوالے سے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ مذمم کہہ کر مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ میرا نام محمد ہے۔'' (بخاری کتاب المناقب)

یہ ارشاد پاک مومنوں کو یہ درس دیتا ہے کہ جب مخالف شرارت اور بغض وعناد سے آپ ؐ کی توہین کی کوشش کریں تو اس کا جواب آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا بیان ہے تا کہ مخالفوں کے سینوں میں چھائے ہوئے اندھیرے سیرت محمدیہ کی روشنی سے پاک ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توہین رسالت کی روک تھام کیلئے جو گرانقدر مساعی فرمائی وہ پیش خدمت ہے۔

اوّل: توہین رسالت کی ہر ناپاک کوشش کا غم اپنی جان پر لینا۔ توہین رسالت کی ہر مذموم کوشش مومنوں کے دلوں کو چھلنی کرتی ہے اور وہ اس پر تڑپ اُٹھتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آقائے نامدار سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تمام اُمت سے بڑھ کر عشق ومحبت تھی۔ آپ ؐ کی اہانت پر آپ ؑ کا دل خون کے آنسو روتا تھا اور اس درد میں کٹا جاتا تھا۔ آپ کی درج ذیل تحریر اس بات کا بین ثبوت ہے۔ آپ ؑ فرماتے ہیں۔

''اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو **وَاللہِ ثُمَّ وَاللہِ** ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول ﷺ کی کی گئی، دُکھا''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 52)

دوم: مخالفین اسلام شرارتی عنصر اور فتنہ پرداز آنحضرت ﷺ کے خلاف توہین کرنے کیلئے غیر مستند اسلامی کتب اور من گھڑت روایات کا سہارا لیتے ہیں۔ اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو ان الفاظ میں فرمایا:۔

''ہمارے مذہبی مخالف صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلمہ اور مقبولہ کی رو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کی مفتریات ہیں ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔'' (آریہ دھرم بحوالہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 84)

چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے 22 ستمبر 1895ء کو 704 افراد کے دستخطوں کے ساتھ ایک نوٹس دیا اور وائسرائے ہند سے درخواست کی کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 298 جس کے تحت سوچ بچار کر مذہب کی نسبت کسی شخص کا دل دکھانے کی نیت سے کوئی بات کہنا یا کوئی آواز نکالنا قابل تعزیر جرم تھا میں توسیع کرتے ہوئے یہ قانون پاس کرے کہ آئندہ مذہبی مباحثات میں ہر فرقہ پابند ہوگا کہ:

اول: وہ ایسا اعتراض کسی دوسرے فرقہ پر نہ کرے جو خود اس کی الہامی کتاب یا پیشوا پر وارد ہوتا ہو۔

دوم: دوسرے فرقہ کی صرف انہی کتابوں پر اعتراض کرے جو اس کے نزدیک مُسلّم ہوں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 538-539)

یہ برصغیر میں توہین رسالت کی روک تھام کے لئے پہلی بنیادی کوشش تھی۔

سوم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۴ فروری ۱۸۹۸ کو ایک عیسائی کی اشتعال انگیز گستاخ کتاب ''اُم المومنین'' کے جواب میں اشتہار شائع فرمایا اور اپنی گزشتہ تحریک کو دوہراتے ہوئے ایک مزید تجویز فرمائی کہ

''میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کو روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرمادے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف ان کتب کی بنا پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مُسلّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مُسلّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کرسکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرمادے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 17 مطبوعہ 1986ء)

چھارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی سچائی اور آپ کی پاکیزہ سیرت پر کیے جانے والے ناپاک اعتراضات کا اپنی کتب وتحریرات میں کافی وشافی جواب دیا۔ حضور کا علم کلام اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور برصغیر کے بڑے بڑے علما نے اس سلسلہ میں آپ ؑ کے علم کلام سے فیض حاصل کیا ہے اس سلسلہ میں خصوصاً سرمہ چشم آریہ، آریہ دھرم، چشمہ معرفت، نور القرآن وغیرہ کتب قابل مطالعہ ہیں۔

پنجم: سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف دشمنان اسلام کے آنحضرت ﷺ پر ناپاک اعتراضات اور حملوں کے جوابات ہی نہیں دیئے بلکہ بانی اسلام اور اسلام کے محاسن غیروں کے سامنے پیش فرمائے اور سیرت طیبہ کے حسن کو نکھار کر دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر کتب کے علاوہ خاص طور پر اس پہلو سے کتاب تحفہ قیصریہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے یہ کتاب آپ نے عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ کی سلور جوبلی کے موقع پر تصنیف فرمائی اور ۲۵ مئی ۱۸۹۷ کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں خاص طور پر آپ نے ملکہ معظّمہ کو اسلام اور بانی اسلام کی خوبیوں سے متعارف کروایا اور اُنہیں حقیقی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی اور تمام بانیان مذاہب کی عزت وتکریم کو لازمی امر قرار دیا تا ملک میں امن وامان قائم ہو۔ اور مذہبوں میں محبتیں پیدا ہوں۔ اور اس تعلیم سے نہ صرف سرورِ کائنات ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کا طریقہ آپ ؑ نے بیان فرمایا بلکہ تمام مذہبی پیشوایان کی عزت وتکریم کیلئے رہنما اصول بیان فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہیے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعوی کیا اور پھر وہ دعوی ان کا جڑ پکڑ گیا اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا اور اگر ہم ان کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہئیے کہ وہ سب داغ ملامت ان مذاہب کے بانیوں پر لگاویں۔ کیونکہ کتابوں کا محرف مبدل ہو جانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ میں اس کا نبی ہوں اور اپنا کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حالانکہ وہ خدا کا نبی نہ ہو اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو اور پھر خدا اس کو سچوں کی طرح مہلت دے اور سچوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلائے۔

لہٰذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑ ہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔ یہ اصول نہایت نیک ہے اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اُٹھ جائیں'' (تحفہ قیصریہ صفحہ ۶۔۷)

پھر آپ نے فرمایا: ''میں اس اصول کو اس غرض سے حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند وانگلستان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ امن کو دنیا میں پھیلانے والا یہی ایک اصول ہے جو ہمارا اصول ہے اسلام فخر کرسکتا ہے کہ اس پیارے اور دلکش اصول کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ رکھتا ہے''۔

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی نور فراست سے موید جو اصول وضوابط توہین رسالت کی روک تھام کیلئے بیان فرمائے آج مسلم اُمت کے دانشور اور رہنما اُنہیں ماننے پر مجبور ہیں گویا زبان حال سے اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ جو کچھ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ درست تھا۔ شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی کے امام مفکر ملت مولانا ڈاکٹر مفتی مکرم احمد کا بیان اس بات پر گواہ ہے آپ کہتے ہیں۔

''شاہی مسجد فتح پوری کے امام مفکر ملت مولانا ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے آج نماز جمعہ سے قبل اتحاد ملت اور مذہبی شعائر کے تحفظ کی بیداری کیلئے امت کو تلقین کی۔ شاہی امام صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ امریکن فلم پروڈیوسر نکولا باسلے نکولا نے اور فلم کے اداکاروں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کر کے عالم اسلام کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید مجروح کیا ہے۔

ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ فلم بنانے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے اور بدامنی پھیلانے کا ان کو مجرم بنایا جائے۔ نیز ایسے قانون کی ضرورت ہے جس میں تمام مذہبی شخصیات کے تقدس کی حفاظت کی جائے۔ (بحوالہ اخبار ہند سماچار جالندھر ۲۹ ستمبر ۲۰۱۲ صفحہ ۶)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول وارشادات پر احمدیہ مسلم جماعت خلفائے کرام کی بابرکت قیادت میں گذشتہ ایک صدی سے گامزن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کوئی بھی نیک

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

دنیا کے احمدیوں کے نزدیک اور ہمارے غیر از جماعت مہمانوں کے نزدیک یوکے کا جلسہ سالانہ اب صرف یوکے کا جلسہ سالانہ نہیں رہا بلکہ مرکزی جلسہ سالانہ ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ خلیفۂ وقت کی یہاں رہائش ہے۔

گو کہ اکثر حصہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا یوکے جماعت ہی برداشت کرتی ہے لیکن بہرحال مرکز کو بھی اخراجات میں تیس پینتیس فیصد حصہ یا بعض دفعہ زیادہ ڈالنا پڑتا ہے۔ یہ مَیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ بعض طبائع بعض دفعہ یہ اظہار کر دیتی ہیں کہ یوکے جماعت پر مرکز بہت بوجھ ڈال دیتا ہے۔

مہمان نوازی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ انبیاء کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو خاص طور پر جو کام دیئے گئے ہیں اُن میں سے ایک اہم کام مہمان نوازی کا بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے آپ کے ہر طرح سے مددگار بننے کے لئے ہمارا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ جو کام مہمان نوازی کا ہمارے سپرد کیا گیا ہے اُس کو بھی احسن رنگ میں بجا لائیں۔

ہر کارکن یہ خیال رکھے کہ صرف اپنی ڈیوٹی ادا کرنا ہی اُس کا فرض نہیں ہے بلکہ خاص طور پر ان دنوں میں نمازوں اور عبادت کی طرف توجہ اور باقاعدگی بھی انتہائی اہم ہے۔

اُن احمدیوں کو جو اپنے ساتھ مہمان لاتے ہیں یا لانا چاہتے ہیں، یا انتظام کرواتے ہیں، مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن مہمانوں کو لانا ہے اُن کے بارے میں پہلے بتا دینا چاہئے اور انتظامیہ سے معاملات طے کر لینے چاہئیں۔

جلسہ سالانہ یوکے کی مناسبت سے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات و واقعات کی روشنی میں مہمان نوازی اور انتظامات جلسہ سے متعلق اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 31 ؍اگست 2012ء بمطابق 31 ؍ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 21 ستمبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جلسہ سالانہ کی آمد آمد ہے اور انشاء اللہ اگلے جمعہ سے جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے، انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف شعبہ جات کے کارکنان حسبِ سابق بڑا وقت دے رہے ہیں اور جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے بڑی محنت اور قربانی کر رہے ہیں۔ یہاں آنے والے، جلسہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت مہمان جو اکثر آتے ہیں اور ہر سال آتے ہیں وہ حیران ہوتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا شہر ہی عارضی طور پر آباد کر دیا جاتا ہے جس میں تمام سہولتیں موجود ہوتی ہیں اور یہ کام صرف دس پندرہ دن میں ہو جاتا ہے۔ بعض غیر سمجھتے ہیں کہ شاید بعض کاموں کی پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والوں سے یہ کام لیا جاتا ہے اور وہ یہ کام کرتے ہیں اور شاید اس پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہوگی۔ لیکن جب اُنہیں یہ بتاؤ کہ یہ سب کچھ احمدی والنٹیئر زکرتے ہیں اور ایسے لوگ کرتے ہیں جن کا اپنی عملی زندگی میں ان کاموں سے کوئی تعلق نہیں تو یہ بات جیسا کہ میں نے کہا، اُن کے لئے بہت بڑی حیرانی کا باعث بنتی ہے۔ بیشک کچھ خرچ کر کے کچھ کام جو ہے غیروں سے بھی کروایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستّر پچہتّر فیصد کام اُن کارکنوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے جن میں بڑی عمر کے مرد بھی ہیں، نوجوان بھی ہیں، بچے بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں۔ اور پھر جلسہ کے دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کارکن پورے نظام کو، یہ جو جلسہ کا نظام ہے، اُسے سنبھالتے ہیں اور ایک جوش اور جذبہ کے تحت سنبھالتے ہیں، ان کو کوئی مجبوری نہیں ہوتی۔ وہ اس لئے سنبھالتے ہیں اور ہر قسم کا کام بغیر کسی عار کے کر لیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی جائے۔ پس یہ اُن لوگوں کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جو یہ سب کام کرتے ہیں اور سالہا سال سے کرتے چلے جا رہے ہیں اور احسن رنگ میں کرتے ہیں۔

حسبِ روایت جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے میں کیونکہ کارکنان کو اُن کے کام کی اہمیت اور مہمان نوازی کی اہمیت کے بارے میں بتاتا ہوں، اس طرف توجہ دلاتا ہوں، اس لئے آج اس بارے میں کچھ کہوں گا۔ اس لئے کہ یاد دہانی سے مزید توجہ پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ بعض واقعات اور نصیحت نیا جوش اور جذبہ بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ خصوصیت بھی اِس وقت صرف یوکے کے جلسہ سالانہ میں کام کرنے والے کارکنان کو حاصل ہے کہ مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کی اہمیت کے بارے میں خاص طور پر کچھ کہا جاتا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ یوکے میں کام کرنے والے کارکنان کے جوش و جذبے میں کوئی کمی ہے اور دنیا کے دوسرے ممالک کے کارکنان زیادہ جوش اور جذبے سے کام کرتے ہیں۔ نہیں، بلکہ اس لئے کہ یوکے کے جلسہ کی اہمیت دنیا کے کسی بھی ملک کے جلسہ سالانہ کی اہمیت سے اس وقت زیادہ ہے۔ یعنی فی الحال گزشتہ ستائیس اٹھائیس سال سے یہ اہمیت زیادہ ہے کیونکہ یہ جلسہ اب عالمی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک کے جلسہ سالانہ میں خلیفۂ وقت کی شمولیت ضروری نہیں ہوتی لیکن جب سے پاکستان میں جلسوں پر پابندی لگائی گئی ہے، اس وجہ سے یہاں جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں جلسہ پر پابندی کی وجہ سے احمدیوں پر، پاکستانی احمدیوں پر زمین تنگ کی جانے کی وجہ سے، خلیفۂ وقت کے یہاں آنے اور یوکے کو فی الحال یا لندن میں فی الحال مرکز بنانے کی وجہ سے، جیسا کہ میں نے کہا، گزشتہ تقریباً اٹھائیس سال سے خلیفۂ وقت کی جلسہ سالانہ میں یہ شمولیت ایک لازمی حصہ بن چکی ہے۔ اور اسی وجہ سے دنیا کے کونے کونے سے جلسہ میں شمولیت کے لئے احمدی بھی اور غیر از جماعت بھی مہمان آتے ہیں۔ دنیا کے احمدیوں کے نزدیک اور ہمارے غیر از جماعت مہمانوں کے نزدیک یوکے کا جلسہ سالانہ اب صرف یوکے کا جلسہ سالانہ نہیں رہا بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا مرکزی جلسہ سالانہ ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ خلیفۂ وقت کی یہاں رہائش ہے۔

پس اس لحاظ سے یہاں کے انتظامات کی وسعت بھی زیادہ ہو چکی ہے اور یہاں آنے والے مہمانوں کی توقعات بھی کچھ زیادہ ہوتی ہیں اور اس وجہ سے مجھے بھی اور یہاں کی انتظامیہ کو بھی زیادہ فکر ہوتی ہے کہ مہمانوں کی صحیح طرح مہمان نوازی کی جا سکے۔ جلسہ کے انتظامات ہر لحاظ سے صحیح ہوں اور اس کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ انتظامات میں جس حد تک بہتری کی جا سکتی ہے، کی جائے۔ اسی وجہ سے بعض دفعہ اخراجات بھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور یوکے جماعت کا بجٹ اس کا متحمل نہیں ہوتا یا نہیں ہو سکتا۔ گو کہ اکثر حصہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا یوکے جماعت ہی برداشت کرتی ہے لیکن بہرحال مرکز کو بھی اخراجات میں تیس پینتیس فیصد حصہ

یا بعض دفعہ زیادہ ڈالنا پڑتا ہے۔ یہ اخراجات کچھ مرکز کو بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہ مَیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ بعض طبائع بعض دفعہ یہ اظہار کردیتی ہیں کہ یوکے جماعت پر مرکز بہت بوجھ ڈال دیتا ہے۔ گوکہ یہاں کی جماعت کی اکثریت قربانی کرنے والوں کی ہے اور جلسہ کی برکات کی وجہ سے یہی چاہتی ہے یا چاہے گی اور مَیں امید رکھتا ہوں یہی چاہتے ہوں گے کہ وہی سب خرچ برداشت کریں لیکن چند بے چینیاں پیدا کرنے والے بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کیونکہ مرکزی جلسہ کی حیثیت ہے اس لئے مرکز بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ کچھ حصہ اس میں ڈالا جائے۔

بہر حال مَیں یہ ذکر کر رہا تھا کہ یوکے کا جلسہ سالانہ دنیا کی نظر میں ایک مرکزی جلسہ ہے اس لئے یہاں کے کارکنوں اور انتظامیہ کی ذمہ داری بھی بہت بڑھ جاتی ہے اور مجھے بھی اس کی فکر ہوتی ہے۔ اس لئے جلسہ سے پہلے اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ کارکنان ہمیشہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا کے احمدیوں کی نظر اور اس حوالے سے اُن احمدیوں سے تعلق رکھنے والوں کی نظر، یعنی غیر از جماعت کی نظر بھی جو مختلف ممالک سے بطور مہمان آئے ہوتے ہیں، بعض سرکردہ لیڈر اور معززین ہوتے ہیں، اُن کی نظر جلسہ کے انتظامات اور کارکنان پر ہوتی ہے۔ اس لئے کارکنان کے رویے، اُن کے کام کے طریق، اُن کے اخلاق، اُن کی مہمان نوازی کے معیار انسانی استعدادوں کے مطابق بہتر سے بہتر ہونے چاہئیں جس کے لئے ہر کارکن کو، مرد کو، عورت کو، بچے کو جو مختلف ڈیوٹیوں پر مقرر کئے گئے ہیں، اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور ہمیشہ جلسہ کے بعد جس طرح خاص طور پر باہر سے آنے والے غیر مہمان یہاں کے کارکنان کی مہمان نوازی کی تعریف کرتے رہے ہیں۔ اس سال بھی اور ہمیشہ یہی کوشش ہونی چاہئے کہ یہ معیار کبھی گرنے نہ پائیں بلکہ ہر سال معیار بلند ہونا چاہئے۔ مومن کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہمیشہ ترقی کی طرف جانا چاہئے۔

مہمان نوازی کوئی معمولی وصف یا عمل نہیں ہے بلکہ ایسی نیکی ہے جس کا قرآنِ کریم میں بھی ذکر ہے اور مومنوں کو یہ حکم ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ ایک مہمان نوازی ہوتی ہے جو عام دنیا دار بھی کرتے ہیں۔ ہر اچھے اخلاق والا ایسی مہمان نوازی کر رہا ہوتا ہے۔ اُس کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کی وجہ سے یقیناً ایسا شخص ثواب کا بھی مستحق ہوتا ہوگا۔ لیکن جب ایک عمل خالصتاً للہ کیا جائے، اپنے ذاتی مہمان نہ ہوں، کوئی عزیز رشتہ دار نہ ہوں، کوئی دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ بے نفس ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مہمان نوازی ہو تو پھر یقیناً ایسی مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کے ہاں دوہرا اجر پانے والی ہوتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بھی مہمان نوازی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ اُن کی مہمان نوازی کی خصوصیت کو بھی اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر بیان فرمایا ہے کہ مہمان کے آتے ہی پہلا کام جو انہوں نے کیا وہ یہ تھا کہ جو بھی وہاں کا انتظام تھا اُس کے مطابق ایک پُرتکلف کھانا اُن کے سامنے چُن دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی وحی ہوئی اور آپ کو اس سے خوف پیدا ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی بات سن کر فوری طور پر اور بے ساختہ آپ کی جن خوبیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ ایسی خوبیوں والے کو خدا تعالیٰ کس طرح ضائع کرسکتا ہے یا اُس سے کس طرح ناراض ہوسکتا ہے، اُن میں سے ایک اعلیٰ وصف اور خوبی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی بتائی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہؐ حدیث 3)

پس مہمان نوازی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ انبیاء کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو خاص طور پر جو کام دیئے گئے ہیں اُن میں سے ایک اہم کام مہمان نوازی کا بھی ہے۔ فرمایا تھا مہمان آئیں گے تو نہ پریشان ہونا ہے، نہ تھکنا ہے۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 535 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس جماعت بھی من حیث الجماعت اور جماعت کا ہر فرد بھی اس اہم فریضہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان کی کس طرح عزت افزائی فرمایا کرتے تھے، کس طرح اُس کا خیال رکھا کرتے تھے؟ اس کا اظہار ایک واقعہ سے ہی بخوبی ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ بیمار تھے، طبیعت بہت ناساز تھی۔ آپ کو مہمان کے آنے کی خبر ہوئی تو فوری طور پر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ آج میں باہر آنے کے قابل نہ تھا لیکن مہمان کا کیونکہ حق ہوتا ہے، وہ تکلیف اُٹھا کر آتا ہے اس لئے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔ **(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 163۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)**

وہ مہمان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، آپ کی صحبت سے فیض پانے کیلئے حاضر ہوتے تھے اور آپ کے حکم سے آتے تھے کیونکہ آپ بار بار تلقین فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس آؤ۔ **(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 480-479۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)**

آج جو ہمارے مہمان آ رہے ہیں یا آئیں گے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے آپ کے قائم کردہ تربیتی نظام سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہی آ رہے ہیں اور آئیں گے۔ اُس جلسہ میں شمولیت کے لئے آ رہے ہیں جس کا اجراء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور احبابِ جماعت کو جو وسائل رکھتے ہیں، اس میں شامل ہونے کی نصیحت فرمائی۔ پس یہ آنے والے مہمان اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور ہمارے لئے یہ اعزاز ہے، ہر کارکن کے لئے یہ اعزاز ہے کہ ان مہمانوں کی بھرپور خدمت کریں، اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیں۔ جن توقعات کو لے کر وہ یہاں آتے ہیں اُنہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔

جلسہ پر آنے والے مہمان تو عموماً آتے ہی جلسہ کے لئے ہیں اور چند دن کے لئے اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ آجکل جیسا کہ مَیں نے کہا مرکزی جلسہ ہونے کی حیثیت سے دنیا کے کونے کونے سے آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مہمان کا اُس کو جائز حق دو اور آپؐ نے فرمایا کہ یہ جائز حق تین دن کی مہمان نوازی ہے یا چند دنوں کی مہمان نوازی ہے۔

(ماخوذ از صحیح بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف و خدمته ایاہ بنفسہ حدیث:6135)

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان نوازی کے اپنے معیار کیا تھے؟ چند دن کی مہمان نوازی نہیں تھی بلکہ مستقل مہمان نوازی ہوتی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ وہ لوگ جو دین سیکھنے کی غرض سے ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر پر پڑے رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لحاظ سے مستقل مہمان ہوتے تھے، اُن کی ضروریات کا کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیال رکھا کرتے تھے اور آپؐ کس طرح اُن کی مہمان نوازی فرماتے تھے۔

مالک بن ابی عامر کی ایک لمبی روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص طلحہ بن عبید اللہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے ابومحمد! تم اس یمانی شخص یعنی ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھتے کہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جاننے والا ہے۔ ہمیں اس سے ایسی ایسی احادیث سننے کو ملتی ہیں جو ہم تم سے نہیں سنتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسکین تھے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان بن کر پڑے رہتے تھے۔ اُن کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے ساتھ ہوتا تھا۔ ہم لوگ کئی کئی گھر والے اور امیر لوگ تھے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دن میں کبھی صبح کو اور کبھی شام کو جایا کرتے تھے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی ھریرۃ حدیث 3837)

پس یہ لوگ تھے جنہوں نے دین کو دنیا پر اس طرح مقدم کرلیا کہ سب کچھ بھول گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقل مہمان بن گئے۔

اس مہمان نوازی کے بارے میں بھی روایات ملتی ہیں کہ ان کا کس طرح اور کیا حال ہوتا تھا۔ یہ نہیں کہ مہمانوں کی بھی کوئی ڈیمانڈ ہوتی تھی، بلکہ وہ تو پڑے ہوئے تھے۔ مہمان نوازی کا حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے، ان کے بارے میں ایک روایت ہے کہ ایک موقع پر کئی دن کے فاقے سے بھوک کی شدت سے بے تاب تھے۔ لمبی روایت ہے۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوہریرۃؓ ساتھ تھے۔ وہاں گھر میں گئے۔ ایک دودھ کا پیالہ کہیں سے تحفہ آیا ہوا تھا، تو آپؐ نے حضرت ابوہریرۃ کو فرمایا کہ جاؤ جتنے بھی اصحابِ صفہ بیٹھے ہیں اُن سب کو بلا لاؤ۔ ان کی بھوک سے بُری حالت تھی۔ کہتے ہیں مَیں گیا اور ایک دائرہ کی صورت میں سب بیٹھ گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا کہ دائیں طرف سے ان کو یہ دودھ پلانا شروع کرو۔ یہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میری بھوک کی ایسی حالت تھی کہ مَیں سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ پہلا حق میرا ہے۔ اور جس طرح میں دودھ دیتا جاتا تھا، ہر اگلے شخص کو دودھ دیتے ہوئے میرے دل کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ اب یہ ختم ہو جائے گا اور میں بھوکا رہ جاؤں گا۔ اتنی بے چینی تھی بھوک کی۔ لیکن بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکہ اس سے ایک دو گھونٹ لئے ہوئے تھے، برکت پڑی ہوئی تھی، دعا تھی، اس برکت سے اُن سب نے دودھ پی لیا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ و اصحابه و تخلیهم عن الدنیا حدیث 6452)

تو یہ تھے مہمان اور اس طرح مہمان نوازی ہوتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنا بھی خیال نہیں فرماتے تھے بلکہ ان لوگوں کا پہلے خیال فرمایا کرتے تھے۔ پس یہ وہ لوگ تھے جو دین کا علم سیکھنے کی خواہش کی وجہ

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

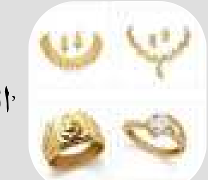

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

سے اپنا سب کچھ قربان کر چکے تھے اور مستقل مہمان تھے۔آج ہمارے پاس اس طرح کے مستقل مہمان تو نہیں ہیں ہمارے پاس لیکن دینی اغراض کے لئے، دین سیکھنے کے لئے آنے والے مہمان ہمارے سپرد ہوئے ہیں اس لئے ان کی بھرپور مہمان نوازی بھی ہمارا فرض ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شمولیت کو بھی دینی غرض ہی بیان فرمایا ہے تا کہ دین سیکھ کر، دین حاصل کر کے یہ حقیقی مومن اور مسلمان بننے والے ہوں۔

(ماخوذ از آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 606)

پس یہ مہمان جو ہیں ان کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اور اس لئے بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سنت پر عمل کرنے کا بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے۔اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد بھی یہ بڑا اہم کام کیا گیا ہے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کرو۔

پس اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے، آپ کے ہر طرح سے مددگار بننے کے لئے ہمارا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ مہمان نوازی کا جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اُس کو بھی احسن رنگ میں بجالائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی مہمان نوازی کے بھی ایک دو واقعات پیش کرتا ہوں۔ بیشک پہلے سنے بھی ہوں لیکن ہر مرتبہ ان کو پڑھنے کے بعد یا سننے کے بعد کوئی نہ کوئی خوبصورت اور ایک نیا پہلو اُبھر کے سامنے آتا ہے۔کارکنان کے لئے بعض واقعات میں سبق بھی ہوتا ہے۔

بعض دفعہ وقت کی قلّت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کام کرنے والے کارکنان کو جلدی ہوتی ہے۔خاص طور پر جب مہمان کھانا کھا رہے ہوں تو ان کے سامنے ایسا اظہار ہو جاتا ہے جو مہمان کو یا برا لگتا ہے یا اُس کے سامنے بہرحال مناسب نہیں ہوتا۔بعض دفعہ جلسہ کے پروگرام شروع ہونے کی وجہ سے بھی کارکن کو جلدی ہوتی ہے کہ جلسہ کا پروگرام شروع ہونے والا ہے اس لئے کھانے کی مارکی میں یا ڈائننگ کی مارکی میں جو کارکن ہیں وہ جلدی کر رہے ہوتے ہیں کہ مہمان جلدی کھانا کھائیں اور جائیں۔تو جو واقعہ مَیں بیان کرنے لگا ہوں، اُس میں یہ کھانا کھلانے والے کارکنان کی مہمان نوازی کا جو اخلاق ہونا چاہئے، جو معیار ہونا چاہئے اُس کے بارے میں بیان ہوا ہے۔

حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں اپنے گاؤں سیکھواں سے قادیان پہنچا۔جب میں گول کمرے کے سامنے ہوا تو حضرت صاحب گول کمرے میں مع چند احباب کھانا تناول فرما رہے تھے۔مَیں نے اندر جا کر سلام کیا تو حضور نے نہایت بشاشت کے ساتھ فرمایا۔آیئے میاں خیر دین صاحب، آئیں کھانا کھائیں۔مَیں اس وقت کھانا کھا چکا تھا۔مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں کھانا کھا چکا ہوں۔فرمایا نہیں، کھانا کھاؤ۔میں بیٹھ گیا۔کھانا چونکہ ختم تھا، لوگ کھانا کھا چکے تھے خود بھی فارغ ہو چکے تھے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی فارغ ہو چکے تھے) لیکن میرے لئے حضور نے کوشش فرما کر روٹی سالن مہیا کر دیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ چھوٹی عمر کے تھے اور حضور کے ساتھ کھانے میں شامل تھے، اُن کا سالن والا برتن بھی میرے سامنے رکھ دیا۔میں نے کھانا شروع کر دیا۔ابھی چند لقمے کھائے تھے کہ میاں غلام محی الدین صاحب مرحوم جو حضرت خلیفہ اول کے رضاعی بھائی تھے، انہوں نے دسترخوان سے برتن سالن وغیرہ اُٹھانا شروع کر دیا اور کہتے ہیں کہ جلدی میں جو میرے آگے برتن تھا وہ بھی اُٹھا لیا۔جب حضور کی اس پر نظر پڑی تو بڑے سخت الفاظ میں میاں غلام محی الدین صاحب کو تنبیہ کی کہ وہ بیچارہ پریشان ہو گیا کہ کیوں تم نے ان کے آگے سے یہ برتن اُٹھائے۔کہتے ہیں مجھ میں بھی یہ طاقت نہیں تھی کہ میں کہوں کہ حضور کوئی بات نہیں، میرا پیٹ بھر چکا ہے، سیر ہو چکا ہوں۔کہتے ہیں کہ برتن تو اُس غریب بیچارے نے میرے سامنے رکھ دیا اور پھر مَیں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔لیکن یہ بھی فرمایا کہ جب تک مَیں نہ کہوں، دسترخوان نہیں اُٹھانا۔کہتے ہیں آخر مَیں نے چند لقمے کھائے اور کہا کہ دسترخوان اُٹھا لو۔تب وہ اُٹھایا گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (غیر مطبوعہ) جلد 13 صفحہ 455-454 روایات حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ)

تو یہ ایک واقعہ ہے کہ مہمان اگر کھانا کھا رہا ہے تو اُس کو آرام سے کھانے دینا چاہئے۔اگر نماز یا جلسہ کا وقت قریب ہے، کارکنوں کو بھی جلدی ہوتی ہے اور تربیتی شعبہ جو ہے وہ بھی کوشش کر رہا ہوتا ہے کہ جلدی جلدی اُن کو وہاں سے نکالا جائے تو کھانے میں پہلے ہی کافی وقت ملنا چاہئے۔اگر کوئی لیٹ آ بھی گیا ہے تو پھر اُس کو تسلی سے کھانا کھانے دینا چاہئے۔ہاں یہ بتا دیا جائے کہ نماز میں اتنا وقت رہ گیا ہے یا جلسہ شروع ہونے میں یہ وقت رہ گیا ہے۔لیکن کسی کے پیچھے پڑ کر یہ نہ کرنا چاہئے کہ جلدی اُٹھو، جاؤ، ہم نے سامان سمیٹنا ہے اور پلیٹیں اُٹھالی جائیں۔اس سے مہمان نوازی کا حق ادا نہیں ہوتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی مہمان نوازی کے معیار کیا تھے؟ یہ تو ہم نے دیکھا، اپنے ماننے والوں سے کیا توقعات وابستہ تھیں جن کا ہمیں آج بھی خیال رکھنا چاہئے۔اس کا اظہار آپ کے اس ارشاد سے ہوتا ہے۔ فرمایا: ”میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو، بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے، مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔اس سے پیشتر مَیں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی۔اس لئے بہ مجبوری علیحدگی ہوئی۔ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں، اُن کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 292۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

اس ارشاد میں جن باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، اُن میں سے دو اہم باتیں ہیں اور ہر کارکن کو ان باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔صرف کھانا کھلانے والے کارکن نہیں بلکہ ہر کارکن جس کا جلسہ کے انتظام کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے۔

پہلی بات یہ فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے، مہمانوں کو آرام دینے کا معاملہ صرف کھانا کھلانے کی حد تک نہیں ہے۔اس میں آنے والے مہمان کی رہائش کے بارے میں بھی ہدایت ہے۔ٹریفک کنٹرول اور پارکنگ کے بہتر انتظام کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ اس سے بھی مہمانوں کو بعض اوقات کوفت اُٹھانی پڑتی ہے اور بعض دفعہ اس طرح کی شکایات آتی رہتی ہیں کہ بڑی دور سے آنا پڑا۔کاروں کی پارکنگ دور تھی، چل کر آنا پڑا یا وہاں سے جو بس سروس چلائی گئی اُس میں باقاعدگی نہیں تھی، یا ہم اتنے لیٹ ہو گئے۔اسی طرح غسل خانوں اور ٹائلٹس کا کافی انتظام ہونا چاہئے، اچھا انتظام ہونا چاہئے اور صفائی کی طرف توجہ بھی ہونی چاہئے۔گزشتہ سال کی کمیوں کو سامنے رکھ کر یہ انتظام دیکھ لینا چاہئے۔ٹکٹ کی چیکنگ کا انتظام ہے یا راستوں سے گزرنے کا انتظام ہے، خاص طور پر جو غیر مہمان آتے ہیں اور معذور افراد کیلئے تو ایسا انتظام ہو کہ اُنہیں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے۔اسی طرح چھوٹے بچوں والی ماؤں کے لئے بھی بہتر انتظام ہونا چاہئے تا کہ خاص طور پر بارش یا تیز دھوپ میں وہ جلدی جلدی گزر جائیں۔

پھر ایک یہ بات بھی آپ نے اس میں فرمائی ہے جس کا ہر ایک سے تعلق ہے کہ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے۔مہمان کا دل شیشہ کی طرح نازک ہوتا ہے۔پس اس نازک دل کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔اگر خیال رکھا جائے اور باقاعدہ سہولتیں مہیا کی جائیں تو عموماً شکوے پیدا نہیں ہوتے۔لیکن پھر بھی اگر کوئی مہمان اپنی طبیعت کی وجہ سے شکوہ کرتا ہے اور ایسی بات کرتا ہے جو مناسب نہیں، تو کارکنان کا کام ہے کہ صبر اور حوصلہ سے اسے برداشت کریں، نہ کہ آگے سے جواب دیں۔خاص طور پر سیکیورٹی کے کارکن جب ڈسپلن کریں تو پیار محبت سے سمجھائیں۔بیشک جلسہ کی مارکی کے اندر بھی اور باہر بھی ڈسپلن ضروری ہے۔اسی طرح سیکیورٹی بڑی ضروری ہے اور آجکل کے حالات میں تو سیکیورٹی کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔لیکن ایسا انداز اختیار کیا جائے جو کسی کے جذبات کو انگیخت نہ کرے، کوئی اس سے برا نہ منائے۔خاص طور پر غیر مہمانوں کے ساتھ اگر کوئی معاملہ ایسا سنجیدہ ہو تو جو اپنے افسرانِ بالا ہیں اُن تک پہنچایا جائے، بجائے اس کے کہ وہاں تُو تکار ہو جائے اور معاملہ اَور بگڑ جائے۔عموماً تو غیر مہمانوں کا پتہ ہی ہوتا ہے اور اچھا رویہ ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ بعضوں کو لوگ نہیں بھی جانتے، اُن کے ساتھ بھی بہت ہی مہذب رویہ ہونا چاہئے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہر ایک کے ساتھ مہذب رویہ ہوگا۔کیونکہ جلسہ دیکھنے بہت سے لوگ ایسے بھی آتے ہیں جب وہ آپ کے اخلاق دیکھتے ہیں تو اُس کی وجہ سے ہی وہ متأثر ہو جاتے ہیں۔پس اچھے اخلاق، اچھی تبلیغ بھی ہے۔پہلے تو جب تعداد تھوڑی تھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مہمانوں کی مہمان نوازی کا اہتمام بھی فرماتے تھے اور اُن کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے۔لیکن پھر تعداد کی زیادتی ایک وجہ بنی اور کچھ پرہیزی کھانے اور طبیعت کی وجہ سے علیحدہ کھانا پڑا اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد بہت

منجانب:
ڈیکو بلڈرز
حیدرآباد۔
آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281, 04027172202
09849128919, 08019590070

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

وسعت اختیار کر چکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں خلیفۂ وقت کے لئے ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جائے یا ہر ایک کا انفرادی طور پر براہِ راست خیال رکھا جائے۔ پھر اس طرح اور بھی زیادہ مصروفیات ہوگئی ہیں۔ مہمانوں سے ملنا، یہ بھی ایک کام ہوتا ہے۔ دوسرے کام بھی ہیں۔ اس لئے یہ نظام قائم کیا گیا ہے کہ ہر شعبہ جو ہے وہ مہمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اپنی ذمہ واری کو پورے احساس سے ادا کرے۔ خلیفۂ وقت کا کارکنان پر یہ اعتماد ہوتا ہے کہ مہمانوں کے حق کو اچھی طرح ادا کر رہے ہوں گے۔ اور اس اعتماد پر ہر کارکن کو پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس ہر کارکن اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے کی کوشش کرے اور اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آنے والوں کو بہر حال یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ لوگ خلیفہ وقت کے قریب رہنے والے ہیں، اس لئے ان کے ہر قسم کے معیار، عبادتوں کے معیار بھی، نیکی کے معیار بھی، اعلیٰ اخلاق کے معیار بھی، اونچے ہوں گے اور ہونے چاہئیں۔ پس ہر کارکن یہ خیال رکھے کہ صرف اپنی ڈیوٹی ادا کرنا ہی اُس کا فرض نہیں ہے بلکہ خاص طور پر ان دنوں میں نمازوں اور عبادت کی طرف توجہ اور باقاعدگی بھی انتہائی اہم ہے۔ عموماً تو ہے ہی، اور اس کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہئے۔ اسی طرح دوسری نیکیوں کی طرف بھی توجہ ہو۔ اعلیٰ اخلاق ہوں، یہ تو ایک عہدیدار کا، جماعت کے کام کرنے والے کا، ایک مستقل پہلو ہے اور ہونا چاہئے لیکن جلسہ کے دنوں میں مزید نکھر کر اس کو سامنے آنا چاہئے۔

جب مَیں یہ نصیحت کر رہا ہوں تو ربوہ کے جلسوں کی تصویر بھی سامنے گھوم جاتی ہے۔ جب وہاں یہ جلسے ہوتے تھے اور ایک دو جمعہ پہلے خلیفۂ وقت کی طرف سے اس طرح نصیحت کی جاتی تھی۔ اور ربوہ کا رہنے والا ہر احمدی چاہے اس نے خدمت کے لئے اپنا نام پیش کیا ہے یا نہیں کیا، اِن نصائح پر عمل کرتا تھا اور بھرپور کوششیں ہوتی تھیں اور تیاریاں ہو رہی ہوتی تھیں۔ لیکن بہر حال اب حالات کی وجہ سے وہاں جلسے نہیں ہوتے۔ اُن احمدیوں کو، ربوہ کے احمدیوں کو اور پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی کمیاں بھی پوری کرے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ انگلستان کی جماعت ہر سال جلسہ پر مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ہر کارکن اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک وقت تھا جب کہا جاتا تھا کہ یوکے کی جماعت کو جلسہ سالانہ کے انتظامات سنبھالنے کی طاقت اور استطاعت نہیں ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے شروع کے چند سالوں تک اس نظام کو چلانے کے لئے مرکز سے مدد لی جاتی تھی۔ وہاں سے بعض عہدیداران افسران آتے تھے جو آپ لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے افسران بھی اور کارکنان بھی تربیت یافتہ ہیں اور احسن رنگ میں کام سرانجام دینے والے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ جو کمی تھی وہ تو پوری ہو چکی ہے لیکن اس کمی کی دوری کی وجہ سے اور بہتری کی وجہ سے اور مہارت حاصل کرنے کی وجہ سے ہر کارکن میں اور ہر عہدیدار میں مزید عاجزی پیدا ہونی چاہئے۔ پس اس کی طرف ہمیشہ توجہ رکھیں۔ اللہ کے فضل سے افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے انتظامات کی جو روزانہ رپورٹ آتی ہے، اُس سے پتہ لگتا ہے کہ بڑی گہرائی میں جا کر ماشاء اللہ ہر چیز کا خیال رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنوں کو، مردوں، عورتوں اور بچوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ احسن رنگ میں اپنی ڈیوٹیاں ادا کرنے والے ہوں۔

ایک بات آج یہاں یہ بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سیکیورٹی کی طرف آجکل حالات کی وجہ سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور یہ انتہائی اہم چیز ہے، اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوسکتی نہ کمپرومائز (Compromise) ہوسکتا ہے، نہ ہونا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی جو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آتا ہے اس کے جذبات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ کارکنوں کو جو سیکیورٹی کارکن ہیں قانون تو بہر حال ہاتھ میں نہیں لینا۔ جب کوئی ایسا معاملہ ہو تو اس کو حکمت سے سنبھالنا ہے۔ اس ضمن میں اُن احمدیوں کو جو اپنے ساتھ مہمان لاتے ہیں یا لانا چاہتے ہیں، یا انتظام کرواتے ہیں، مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن مہمانوں کو لانا ہے اُن کے بارے میں پہلے بتا دینا چاہئے اور انتظامیہ سے معاملات طے کر لینے چاہئیں تا کہ بعد میں نہ مہمان لانے والے احمدیوں کو شکوہ ہو کہ سیکیورٹی چیک بہت زیادہ ہو گیا ہے، شامل ہونے سے روکا گیا یا بلا وجہ دیر لگائی گئی یا بعض وجوہات کی بنا پر انکار کر دیا گیا۔ آنے والا جو مہمان ہے اُس کے لئے بھی یہ چیز پریشانی اور embarrassement کا باعث بن جاتی ہے۔ تو اس بات کا خیال رکھیں کیونکہ آپ جس کو نہیں جانتے اُن کے لئے بہر حال پھر ضرورت سے زیادہ تفتیش بھی کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے پہلے سے ہی انتظامات مکمل ہونے چاہئیں۔ جس کو بھی ساتھ لانا ہو، اور وہ بھی اس صورت میں جب یہاں باقاعدہ انتظام ہو، اور یا جو بھی پراسیس (Process) ہے اس میں سے پہلے ہر احمدی کو گزرنا چاہئے۔

یہ ہدایت گو کہ کارکنان کے لئے نہیں ہے لیکن یہ ایسی تھی کہ ان ہدایات کے ساتھ دینا ضروری تھی اس لئے کہ یہ کام بہت پہلے ہو جانا چاہئے۔ اب ایک ہفتہ باقی ہے، اگر کسی نے کسی مہمان کو لانا ہے تو اس کا پہلے انتظام کر لیں کیونکہ بعد میں مجھے ایسے بعض خطوط بھی آتے ہیں۔ اور انتظامیہ کسی وجہ سے انکار کرتی ہے تو پھر انتظامیہ کی مجبوری کو بھی لوگوں کو سمجھنا چاہئے اور شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور انتظامیہ کو بھی ایسے معاملات کو بڑی حکمت سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو، اور یہی اعلیٰ اخلاق ہیں جن کو ہمیں دکھانا چاہئے۔

نیز یہ بھی کھول کر بتانا چاہتا ہوں کہ غیر مہمانوں کو لانے والے احمدیوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ دنیا کے عمومی حالات بھی اور خاص طور پر جماعت کے بارے میں بعض طبقے کی جو سوچ ہے اور جو حالات ہیں، شرارتی عنصر جو ہے، بڑا ایکٹو (Active) ہوا ہوا ہے۔ نقصان پہنچانے کی بعض دفعہ کوشش ہوتی ہے۔ اس لئے غیر مہمانوں کو لانے والے بھی صرف ابتدائی اور سرسری واقفیت کی بنا پر اُن کو مہمان نہ بنا لیا کریں۔ اس بارے میں بھولے پن کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ ہر طرح سے تسلی کے بعد اور پرانے تعلقات والے جو ہیں، اُن کو ہی اگر مہمان لانا ہو تو جیسا کہ میں نے کہا کہ انتظامیہ سے پہلے رابطہ کر کے اور تمام معاملات طے کر کے پھر لے کر آئیں۔

آخر میں پھر اس بات کی طرف توجہ دلا دوں کہ مہمانوں کی اور خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی مہمان نوازی کو فضلِ الٰہی سمجھیں اور اس کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانی کے جذبے کے تحت اپنی خدمات پیش کریں اور بجا لائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں پر بہت زور دیں، اللہ تعالیٰ جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور تمام انتظامات بروقت مکمل بھی ہو جائیں۔ اور جو جو انتظامات ہیں، وہ کارکنان اُن کو احسن رنگ میں سرانجام دینے والے بھی ہوں۔

خود ہی ناموسِ محمدؐ کا محافظ ہے خدا

حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموسِ مبارکہ کے دفاع میں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ حالیہ خطباتِ جمعہ سن کر

دفعتاً غم سے یہ دل چیخ اُٹھا صلِّ علیٰ
اب تو ہر زخم سے اٹھتی ہے صدا صلِّ علیٰ

وہ جسے بھیجتے جاتے ہیں ملائک بھی درود
وہ کہ جس کے لیے کہتا ہے خدا صلِّ علیٰ

ہم کو اُسلوبِ محبت یوں سکھاتا ہے کوئی
جس کے پڑھنے پہ کروڑوں نے پڑھا صلِّ علیٰ

آخریں کے لیے اِس میں بَرَکت ہی بَرَکت
اوّلیں سے ہے ملانے کی دعا صلِّ علیٰ

ایک ہی شخص ہو جب عاشق و معشوق تو پھر
ذکرِ مولا سے کریں کیسے جدا صلِّ علیٰ

خود ہی ناموسِ محمدؐ کا محافظ ہے خدا
یہ تو اپنی ہے حفاظت کی قبا صلِّ علیٰ

رُخِ زیبا کی طرف تیر چلے ہیں پھر سے
دستِ طلحہؓ کی طرح ہاتھ بڑھا صلِّ علیٰ

دار پر کھینچا گیا جب کلمے کی خاطر
ذرّے ذرّے نے کہا صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

پھر کھُلا مجھ پہ کہ ہر درد میں پنہاں ہے دوا
بن گئی جونہی مری آہ و بکا، صلِّ علیٰ

اے زمانے یہ تری نبض رُکی جاتی ہے
جاں بلب! تیرے لیے ایک شفا صلِّ علیٰ

عصرِ دوراں! تری ہر مَے کے ہے نشّے کو فنا
اپنے ہونٹوں سے لگا جامِ بقا صلِّ علیٰ

اپنے اعمال کا محور رہے اسوۂ رسول
اور زباں کہتی رہے یونہی سدا صلِّ علیٰ

وجہِ تخلیق کا مخلوق پہ احسانِ عظیم
ذرّے ذرّے سے اُٹھے کیوں نہ صدا صلِّ علیٰ

فاروق محمود (لندن)

حضرت مولوی سید اکرام الدینؓ آف سونگڑہ اُڑیسہ

سید قیام الدین برقؔ۔ مبلغ سلسلہ۔ لکھنؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ کے خطبہ جمعہ میں یہ مضمون بیان فرمایا تھا کہ احباب جماعت کو چاہیئے کہ احمدیت سے متعلق اپنے بزرگان کی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ بار بار کیا کریں تا کہ آنے والی نئی نسلوں کو ان قربانیوں کا علم ہو۔ اس مقدس تاکیدی فرمان نیز بمطابق فرمان رسولؐ اُذکروا موتاکم بالخیر کے حوالہ سے خاکسار اپنے دادا جان حضرت مولوی سید اکرام الدینؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح حیات اور قربانی سے متعلق حسب توفیق مختصر طور پر کچھ بیان کرنا چاہتا ہے۔ ویسے اس تعلق سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ایک قابل قدر اور گراں قدر فرمان بھی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’سوانح نویسی سے اصل مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ یا آنے والی نسلیں ان لوگوں کے واقعات زندگی پر غور کر کے کچھ نمونہ ان کے اخلاق یا ہمت یا زہد و تقویٰ یا علم و معرفت یا تائید دین یا ہمدردی نوعِ انسان یا کسی اور قابل تعریف ترقی کا اپنے لئے حاصل کریں‘‘۔(کتاب البریۃ صفحہ ۱۵۹)

مختصر تعارف: سونگھڑا (ضلع کٹک) صوبہ اڑیسہ کا وہ خطہ ہے جہاں حضرت امام مہدی کے عہد مبارک میں ہی باوجود دور دراز علاقہ ہونے کے احمدیت کی روشنی پھیلی اور وہاں ایک صالحین کی جماعت قائم ہوئی (جن کی اکثریت سادات پر مشتمل تھی) اور بفضلہٖ تعالیٰ وہاں کے بارہ بزرگوں کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

تاریخ احمدیت جلد دہم طبع اوّل صفحہ ۶۱۷ حاشیہ میں ان (۱۲) بارہ صحابہ کا مجموعی ذکر ہے۔

ان بارہ صحابہؓ میں سے ایک خاکسار کے دادا جان حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحبؓ بھی تھے۔ آپ کی ولادت ۹ اگست ۱۸۶۹ء سونگڑا میں ہوئی اور وفات ماہِ نومبر ۱۹۲۰ء میں ان کے حالاتِ زندگی مختصر طور پر جو ان کے ایک فرزند کی (خاکسار کے والد مرحوم۔ ناقل) طرف سے شائع شدہ ہیں اُس کو خاکسار من و عن نقل کر رہا ہے۔

’’خاکسار کے والد ماجد مولوی سید اکرام الدین احمد صاحب مرحوم مغفور کی جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور کے مبارک چہرہ کو دیکھا۔ ۹/ اگست ۱۸۶۹ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ سونگڑا میں ولادت ہوئی۔ سونگڑا وہ جگہ ہے جہاں سے احمدیت کی نورانی شعائیں اڑیسہ کے مختلف مقامات میں پہنچی ہیں۔ والد صاحب مرحوم نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب وغیرہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت سے شرف حاصل کرنے کیلئے اڑیسہ سے پنجاب کا دور دراز کا سفر اختیار کیا۔

دارالاماں پہنچ کر آپ حضرت اقدس کی صحبت سے کچھ عرصہ تک مستفیض ہوتے رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس آ گئے۔ بعد ازاں غیر احمدی مخالفین کی مخالفت کی آگ بھڑکی۔ ان ایام میں آپ مقامی مڈل انگلش اسکول میں سیکنڈ ماسٹر کے عہدہ پر تھے۔ سونگڑا کے قریباً تمام غیر احمدیوں نے شور مچایا اور اسکول مذکور کے سیکرٹری (جو غیر احمدی تھے) کے ذریعہ آپ کو اس امر کے لئے متعدد مرتبہ نوٹس دلایا۔ کہ تم چونکہ احمدی ہو اور تمہارے عقیدہ کا اثر اسکول کے طلباء پر پڑنے کا خطرہ ہے ۔ لہٰذا تم وجہ بتاؤ۔ تم کیوں نہ اپنی ملازمت سے برطرف کئے جاؤ۔ لیکن آپ نے اپنی ملازمت کی کوئی پروانہ کرتے ہوئے صاف جواب دے دیا کہ میں اپنی ڈیوٹی کے وقت طلباء سے مذہبی گفتگو نہیں کرتا لیکن اگر اس سے آپ کا یہ منشا ہے کہ میں اپنے عقیدہ سے منحرف ہو جاؤں تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اسکول کے کار پردازوں نے آپ کی غیرت اور آپ کی تعلیم میں قابلیت دیکھ کر اپنا نوٹس واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپ نے قریباً ۱۸، ۲۰ سال تک اسکول مذکور میں حسن و خوبی کے ساتھ کام کیا۔ سونگڑا کی مخلص احمدی جماعت نے آپ کی قابلیت کو دیکھ کر آپ کو سیکرٹری منتخب کیا اور باوجود کثرت مشاغل کچھ عرصہ تک آپ نہایت دیانت داری اور محنت کے ساتھ انجمن کے اس کام کو کرتے رہے جس زمانہ میں سونگڑا کے غیر احمدیوں کی مخالفت ضرب المثل ہوگئی تھی اور جب ان بدبختوں نے ایک احمدی خاتون کی لاش قبر سے نکال کر کتوں کے آگے پھینک کر اپنی درندگی کا ثبوت دیا تھا اور غریب احمدیوں کی مسجد چھین لینے کا مقدمہ عدالت میں چل رہا تھا اس وقت آپ نے جماعت کے کام میں جس قدر سرگرمی دکھائی ہے جماعت احمدیہ سونگڑا ہرگز نہیں بھولے گی۔ علاوہ مذکورہ بالا کاموں کے آپ تخمیناً ۲۰۔ ۲۲ سال تک سونگڑا ڈاک خانہ کے پوسٹ ماسٹر بھی رہے تھے۔ جو حُکام بالا نے اعزازی طور پر آپ کو دے رکھا تھا۔ نیز اپنے گاؤں میں سرکار کی طرف سے پنچایت کے ممبر بھی مقرر تھے۔ آپ کے اندر بڑی بڑی خوبیاں تھیں۔ آپ نہایت مہمان نواز تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پرانے صحابہ کے اخلاق اور شمائل وغیرہ کا جب کبھی تذکرہ فرماتے تو رقت آجاتی آپ کو سلسلہ کے اخبارات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔

آپ نے انٹرنس تک تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کیلئے دل میں بار بار شوق پیدا ہوتا اور پڑھتے بھی تھے۔ دُرثمین کے اشعار سالانہ جلسوں کے موقعوں پر خوش الحانی سے پڑھتے۔ مرحوم کے اس وقت چار لڑکے اور ایک لڑکی اور بیوہ اہلیہ موجود ہیں۔ آخری وقت آپ کی زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تھا۔

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

آپ نے ماہ نومبر ۱۹۲۰ء میں ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ احباب دردِ دل سے دُعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے اور ان کی اولاد کو دُنیا و مافیہا میں سرسبز رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

عاجز: سید صمصام الدین احمدی عفا عنہ ابن مولوی سید اکرام الدین صاحب مرحوم۔ از سونگڑا کٹک۔

(بحوالہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء میں خاکسار کے محترم دادا جان کا ذکر خیر حضرت ضیاء الحق صاحبؓ کی روایت کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے۔ اس روایت سے محترم دادا جان کی بیعت اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت پر روشنی پڑتی ہے۔ مکمل روایت مندرجہ ذیل ہے۔

’’حضرت خان صاحب ضیاء الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم تین احمدی اشخاص، یعنی یہ خاکسار (ضیاء الحق صاحب) اور اُن کے خالہ زاد بھائی سید اکرام الدین صاحب اور اُن کے بہنوئی سید نیاز حسین صاحب مرحوم سونگڑہ سے روانہ ہو کر کلکتہ ہوتے ہوئے ہم قادیان پہنچے۔ یہ غالباً 1900ء کا واقعہ ہے۔ قریباً دس گیارہ بجے دن کا وقت ہو گیا جب قادیان پہنچے۔ اُسی دن نماز ظہر کے وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسجد میں ملاقات ہوئی اور اُسی دن بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں، یہ کہتے ہیں کہ، ہم تینوں نے مع دیگر نو وارد حاضرین بیعت کی۔ ملاقات کے وقت حضور نے جب میرا نام دریافت فرمایا تو میں نے اپنا نام ضیاء الحق، قؔ کو بولتے ہیں جس طرح خاص انداز میں ادا کیا۔ تو حضور نے فرمایا ضیاء الحق۔ (’ق‘ کے تلفظ کو چھوٹی ’ک‘ سے بیان فرمایا) تو کہتے ہیں اُس دن یہ سننے کا میرا پہلا موقع تھا کہ پنجاب میں عام بول چال میں ’ق‘ کو ’ک‘ کی طرح بول دیا جاتا ہے۔ بہر حال کہتے ہیں حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو فرمایا کہ اِن تینوں کو سلسلہ کی کچھ کتابیں پڑھنے کی دی جاویں تو مَیں نے عرض کیا کہ فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام کتابیں مَیں نے پڑھ لی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر تاکید کر دی کہ لنگر خانہ میں ہم تینوں اُڑیسہ کے مہمانوں کے لئے چاولوں کا بندوبست کر دیا جائے۔ کہتے ہیں ہم قریباً سات دن قادیان میں ٹھہرے اور ہر روز بعد نماز مغرب حضور کے پیر دبانے والوں میں شریک ہوتے تھے، مگر خدام کی کثرت کی وجہ سے پیر کا کوئی حصہ ملنا دشوار ہو جاتا تھا۔ حضور کا پیر خوب مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ ہر روز صبح شام، صبح بعد ناشتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر میں ہم شریک ہوتے تھے۔ حضور خوب تیز چلتے تھے، حتی کہ بعض ہمراہیوں کو دوڑنا پڑتا تھا۔ حضور کی چھتری برداری کا فخر ایک عرب غالباً مولوی ابوسعید صاحب کو ملتا تھا۔

کہتے ہیں ایک روز کا ذکر ہے کہ مَیں نے حضور سے دریافت کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں ہم کس طرح نماز ادا کریں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا غیر احمدی نماز ادا کرنے کی اجازت دیں گے؟ تو مَیں نے عرض کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے ہم کو کون روک سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی روک نہیں تو علیحدہ نماز ادا کر لی جاوے ورنہ نہیں۔ شروع میں ہم کو خبر نہ تھی کہ مخالفت اس قدر ہوگی کہ محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا تو درکنار، اس کے اندر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی اور برادری سے قطع تعلق ہو گا۔ ہم کو کافر، ضالّ اور مضلّ کا خطاب دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔‘‘

(ماُخوذ از روایات حضرت ضیاء الحق صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 57،56)

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جون 2011 مطبوعہ اخبار بدر قادیان یکم ستمبر ۲۰۱۱)

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت دادا جانؓ کی تمام اولاد بلکہ اولاد در اولاد احمدیت پر تمام تر جوش و خروش کے ساتھ قائم ہیں سرسبز ہیں اور احمدیت کی خدمت میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں۔ تحدیث نعمت کے طور پر بھی تحریر کرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت مرکز قادیان میں حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحبؓ صحابی کے دو پوتوں کو نمایاں طور پر خدمت احمدیت کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک ہیں برادرم مولانا سید صباح الدین صاحب فاضل نائب وکیل المال تحریک جدید قادیان اور ایک ہیں برادرم جناب سید پرویز افضل صاحب بی ایس سی نائب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ حضرت دادا جانؓ کی تمام اولاد پھر اولاد در اولاد اور لواحقین کو آپ کے پاکیزہ عادات و اطوار کو مشعل راہ بناتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت دینیہ بجالانے کی توفیق دے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

ایک عظیم تحریک وقف نو

طوبیٰ احمد بنت مکرم رفیق احمد خان صاحب قادیان۔ وقف نو نمبر 534-B قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی منشا کے تحت ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۸۹ء میں جماعت نے اپنی پہلی صدی کو مکمل کر کے دوسری صدی میں داخل ہونا تھا۔ احمدیت کی دوسری صدی میں جماعت پر پڑنے والی عظیم الشان ذمہ داریوں کو بھانپتے ہوئے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء میں وہ عظیم الشان تاریخی تحریک فرمائی جو آج جماعت احمدیہ میں تحریک وقف نو کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

’’انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ دینے کی خاطر یہ سوچتے سوچتے کہ ہم اور کیا دیں کیا دیں اپنی اولادیں بھی پیش کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ابھی اولاد پیدا بھی نہیں ہوئی کہ وہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ابرار کی بھی یہ سنت ہے۔ انبیاء کے علاوہ جیسے حضرت مریم کی والدہ نے خدا سے یہ التجا کی۔

رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

(آل عمران:۳۶)

یعنی اے میرے رب جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتا کیا چیز ہے لڑکی ہے کہ لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے میں تجھے دے رہی ہوں۔ فتقبل منی مجھ سے قبول فرما انک انت السمیع العلیمُ تو بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

یہ دُعا حضرت مریم کی والدہ جو آل عمران سے تھیں کی خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ کر لیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دُعائیں اپنی اولاد کے متعلق، یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ فرمائیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے جو چلہ کشی کی تھی وہ بھی اِسی مضمون کے تحت آتی ہے۔ آپ ۴۰ دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے۔ میری طرف سے ایک تحفہ ہو تیرے حضور۔

پس میں نے سوچا کہ ساری جماعت کو میں اِس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں دعوتِ الی اللہ کے ذریعہ، وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں۔‘‘

پس اس رنگ میں آپ اگلی صدی میں خدا کے حضور جو تحفے بھیجنے والے ہیں یا مسلسل بھیج رہے ہیں، مسلسل احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار چندے دے رہے ہیں، مالی قربانیاں کر رہے ہیں، وقت کی قربانیاں کر رہے ہیں، واقفین زندگی ہیں ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ ہے وہ باقی رہ گیا تھا۔ مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دو سال کے اندر یہ عہد کر لیں (بعدہ حضور نے اس مدت کو بڑھا کر چار سال کر دیا اور اب یہ تحریک تا حال جاری ہے۔ ناقل) جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کر دے۔ اور بچپن ہی سے ان کی اعلیٰ تربیت کرنی شروع کر دیں۔ اور اعلیٰ تربیت کے ساتھ ساتھ ان کو بچپن ہی سے اِس بات پر آمادہ کرنا شروع کر دیں کہ

’’تم ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے۔ اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس سنت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کیلئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنا۔ اگر اس طرح دُعائیں کرتے ہوئے لوگ اپنے آئندہ بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ایک بہت ہی حسین اور بہت ہی پیاری نسل ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے گی‘‘۔

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۷)

پھر ان بچوں کی تربیت کے متعلق حضورؒ فرماتے ہیں کہ ان کی اِس نہج پر تربیت ضروری ہے کہ وہ آئندہ صدی کی عظیم لیڈر شپ کے اہل بن سکیں۔

واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جاویں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کیلئے تیار کیا جا رہا ہو۔ (خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جاویں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اِس طرح تیار کریں کہ اُن کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔

پھر حضورؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح اگر ہم سب اپنی آئندہ واقفین نسلوں کی نگہداشت کریں اور ان کی پرورش کریں۔ ان کو بہترین واقف بنانے میں مل کر جماعتی لحاظ سے اور انفرادی لحاظ سے سعی کریں تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے اوپر جماعت احمدیہ کی اس صدی کی نسلوں کا ایک احسان ہوگا جسے وہ ہمیشہ جذبہ تشکر اور دعاؤں کے ساتھ یاد کریں گے۔

(خطبہ جمعہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

پس آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عظیم تاریخی تحریک اپنی زندگی کے ابتدائی ۲۵ سال مکمل کر رہی ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک) اور آج اِس تحریک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار بچے بچیاں شامل ہیں اور بہت سے اب اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۰ء میں فرماتے ہیں۔

’’اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے چودہ ہزار واقفین نو بچے جو پندرہ سال سے اوپر ہو چکے ہیں ایک تو

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

اُذۡکُرُوۡا مَوۡتَاکُمۡ بِالۡخَیۡرِ:

پیاری امی جان معراج سلطانہ صاحبہ مرحومہ کی یاد میں

طاہرہ جاوید۔ امریکہ

افسوس! میری پیاری امی جان مرحومہ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ ۱۹/جولائی ۲۰۱۲ بروز جمعرات مختصر علالت کے بعد احمدیہ نور ہسپتال قادیان میں بوقت ایک بجے دوپہر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میری امی جان ایک نہایت ہی پیارا وجود اور بیشمار اوصاف کی مالک تھیں۔ بہت نیک، غریب پرور، ہر دلعزیز، ہمسائیوں سے حسن سلوک کرنے والی، پابند صوم وصلوۃ اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ یکم مئی ۱۹۳۰ء کو ضلع لاہور کے گاؤں بڑتھ میں محترم حکیم محمد تقی صاحب کے گھر محترمہ کرم النساء صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں آپ کی شادی آپ کے ماموں زاد بھائی مکرم چوہدری حکیم بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ آپ نے درویشی کا زمانہ اپنے خاوند کے ساتھ نہایت صبر واستقلال اور اخلاص و وفا کے ساتھ گزارا۔ اس دوران متعدد دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔

عام طور پر ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے مگر چونکہ میری پیدائش ایک قبولیت دُعا کا نتیجہ تھی اور شادی کے ۱۹ سال کے بعد میری ولادت ہوئی تھی اس لئے مجھے امی نے بہت ہی لاڈ پیار سے پالا۔ اور باوجود درویشی اور تنگ دستی کے میری ہر خواہش کو پورا کیا۔ حسب توفیق میری ہر ضرورت پوری کی۔

میری اولاد سے بھی بہت محبت کرتی تھیں۔ اور ان کے روشن مستقبل کیلئے ہر وقت دعائیں کیا کرتی تھیں۔

میری امی جان کو قادیان سے، اس کے شعائر اللہ سے ایک خاص محبت تھی اور ان کی یہ خواہش تھی کہ میرا آخری وقت قادیان میں ہی آئے اس کیلئے وہ بہت دُعائیں کیا کرتیں۔ میں نے اُنہیں امریکہ میں سیٹ کرنے کیلئے چھ سات مرتبہ بلایا کہ شائد ان کا دل لگ جائے اور میرے پاس رہ جائیں لیکن وہ اس کے لئے قطعاً راضی نہیں ہوتی تھیں۔ آخری وقت میں جب اُن کی طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی تو انہوں نے میرے پاس آنا بھی ترک کر دیا اور قادیان میں ہی رہنا پسند کیا تا کہ آخری وقت قادیان میں ہی آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش اور دُعا کو بھی قبول کر لیا اور بہشتی مقبرہ قادیان کی مٹی آپ کو نصیب ہوئی۔ الحمد للہ۔

میری امی جان کی زندگی میرے لئے ایک مثالی زندگی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول اور مخلوق خدا سے محبت کرنے والی ایک غریب پرور شخصیت تھیں۔ غریب پروری آپ کا نمایاں وصف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بہت سی غریب بچیوں کو اپنے گھر میں رکھ کر ان کی تعلیم و تربیت کی اور ان کی مناسب جگہ پر شادیاں بھی کرائیں۔ خاندان مسیح پاک علیہ السلام کے ہر چھوٹے بڑے فرد سے آپ کو خاص محبت تھی۔ قادیان میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور اور آپ کی بیگم صاحبہ حضرت سیدہ آپا جان مدظلہا العالی سے آپ کو خاص محبت تھی بلکہ حضرت آپا جان سے آپ کا ایک خاص دوستانہ تعلق تھا اور حضرت آپا جان بھی آپ سے خاص محبت کا سلوک فرماتی تھیں۔

قرآن مجید سے بھی آپ کو خاص محبت اور عشق تھا اور قرآن مجید خود بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ اور تقریباً ساری عمر جب تک صحت رہی بے شمار بچیوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ کے ساتھ پڑھاتی رہیں۔ دوسروں کو قرآن مجید پڑھانے میں آپ کو ایک دلچسپی اور ذوق تھا۔ چونکہ نصرت گرلز اسکول میں آپ تقریباً تیس سال تک دینیات کی ٹیچر کے طور پر بھی خدمت سرانجام دیتی رہی ہیں اس لئے یہاں پر بھی آپ کو اکثر بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے کی بھرپور توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ۔

جماعتی چندوں کی ادائیگی اور سلسلہ احمدیہ کی دیگر مالی تحریکات پر بروقت والہانہ لبیک کہنا میری امی کا خاص وصف تھا۔ چندہ جات کی ادائیگی بروقت کر دیا کرتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وفات کے وقت آپ کے ذمہ کسی قسم کا کوئی چندہ قابل ادا نہیں تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے چندہ تحریک جدید میں باقاعدگی سے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ ادا کیا کرتی تھیں۔ وفات سے قبل چندہ تحریک جدید کی ادائیگی بھی آپ کی طرف سے مکمل تھی۔ آپ کو نظام جماعت اور نظام خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ اور سلسلہ کے کاموں اور خدمت دین میں بھی بہت دلچسپی رکھتی تھیں۔

چنانچہ جب مارچ ۱۹۵۴ء میں آپ حضرت مصلح موعودؓ کے حکم سے مستقل طور پر لاہور سے ہجرت کر کے اپنے خاوند کے پاس قادیان آگئیں تو قادیان آنے کے بعد آپ نے تمام زندگی اپنے آپ کو دینی کاموں کے ساتھ جوڑے رکھا اور تقسیم ملک کے پر آشوب دور سے گزرنے کے بعد بھارت میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے از سر نو قیام اور اس کے استحکام کے لئے آپ کو مثالی اور قابل قدر خدمات کی توفیق ملی۔ اور ۱۹۵۴ سے لیکر ۱۹۹۹ء تک سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت۔ سیکرٹری مال، سیکرٹری تبلیغ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان اور اعزازی ممبر مجلس عاملہ لجنہ بھارت جیسے مختلف اہم عہدوں پر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ تا دم آخر آپ لجنہ اماء اللہ سے وابستہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی جملہ خدمات قبول فرمائے۔

غرضیکہ میری امی جان بہت محنتی، صفائی پسند، سلیقہ شعار اور جماعتی کاموں میں ہر وقت پیش پیش رہنے والی اور دعوت الی اللہ کا جذبہ رکھنے والی اخلاص و وفا سے کام کرنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی نیکیوں اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آپ موصیہ تھیں آپ کی تدفین مورخہ ۱۹ جولائی کو بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بتاریخ ۲۷ جولائی ۲۰۱۲ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی اور والدہ صاحبہ کا ذکر خیر اور آپ کی خدمات کا تذکرہ فرمایا۔ الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے قرب سے نوازے اور ہمیں آپ کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے آخری روز عالمی بیعت کی مبارک تقریب۔ تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ جماعت کی ترقی، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور احباب جماعت کی خلافت سے محبت اور اخلاص کے ایمان افروز واقعات کے روح پرور بیان پر مشتمل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب۔

نو مبائع مردوں اور خواتین سے الگ الگ ملاقات، نو مبائعین کے تأثرات، تیونس کے ممبر اسمبلی کے علاوہ ہنگری، مالٹا اور آئس لینڈ سے جلسہ پر آئے ہوئے وفود کی حضور انور سے الگ الگ ملاقات۔

احمدیوں کے خلافت سے والہانہ محبت اور اخلاص کے جذبات اور غیروں کے جلسہ کے متعلق نیک تأثرات کا تذکرہ

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

قسط: ہفتم

(رپورٹ مرتبہ: عبد الماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

3 جون 2012ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے دفتری ڈاک اور خطوط، رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

عالمی بیعت

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں سب سے پہلے بیعت کی تقریب ہوئی۔ یہ ایک عالمی بیعت تھی جو MTA کے ذریعہ Live نشر ہوئی اور دنیا کے تمام ممالک میں آباد احمدیوں نے مواصلاتی رابطے کے ذریعہ اپنے پیارے آقا کی بیعت کی سعادت پائی۔

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر جرمنی، افغانستان، مراکش، موریطانیہ، لبنان، سوڈان، الجیریا، رشیا، کوسووو، بوزنیا اور سپین سے تعلق رکھنے والے 38 افراد نے بیعت کی سعادت پائی۔ ان میں سے 22 مرد حضرات اور 16 خواتین تھیں۔ بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

اس کے بعد جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے تو ساری جلسہ گاہ والہانہ نعروں سے گونج اٹھی اور احباب نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرے بلند کئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم ساجد احمد نسیم صاحب مبلغ سلسلہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

خوش الحانی سے پیش کیا گیا۔

تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ ڈاکٹر عمران خالد Ph.D. (Management) سو فیصد نمبروں کے ساتھ۔

2۔ ڈاکٹر محمد عطاء المنان حق Ph.D. (AeroSpace Engineering) سو فیصد نمبروں کے ساتھ۔

3۔ ڈاکٹر صہیب احمد Ph.D. (Brain Science) سو فیصد نمبروں کے ساتھ

4۔ حبیب طاہر بخاری (ماسٹرز آف سائنس)

5۔ طاہر احمد خان (ماسٹرز آف ایجوکیشن)

6۔ فخر احمد محمود (ماسٹرز آف سائنس)

7۔ فرحان محمود (ماسٹرز آف آرٹس)

8۔ حسنات احمد (ماسٹرز آف سائنس)

9۔ طاہر احمد غالب (ماسٹرز آف سائنس)

10۔ مبشر اللہ (ماسٹرز آف سائنس)

11۔ نسیم الدین خان (ماسٹرز آف سائنس)

12۔ وحید احمد (ماسٹرز آف سائنس)

13۔ مبشر عتیق (ماسٹرز آف آرٹس)

14۔ توصیف احمد راجپوت (ماسٹرز آف سائنس)

15۔ فاتح الدین (ماسٹرز آف سائنس)

16۔ ظفر احمد بھٹی (ماسٹرز آف سائنس)

17۔ شہاب ثاقب اعوان (میڈیسن Dentistry) سو فیصد نمبروں کے ساتھ

18۔ خالد ہیوبش Diploma (MBA)

19۔ رشید ریاض Diploma (MCS)

20۔ نجیب شاد Diploma (ماسٹرز)

21۔ رشید افضل Diploma (MBI)

22۔ محمد عرفان جنجوعہ Diploma (ماسٹرز)

23۔ محمود علوی Diploma (ماسٹرز)

24۔ سلطان محمود Diploma (ماسٹرز)

25۔ عثمان احمد مرزا (فارمیسی)

26۔ زاہد نواز Diploma (ماسٹرز)

27۔ منعم رزاق ڈوگر (بیچلر آف انجینئرنگ)

28۔ ہاشم احمد (بیچلر آف انجینئرنگ)

29۔ تنزیل طاہر احمد (بیچلر آف انجینئرنگ)

30۔ خالد محمود (بیچلر آف سائنس)

31۔ ولید احمد میاں (بیچلر آف سائنس)

32۔ عمر فاروق ناز (بیچلر آف سائنس)

33۔ عثمان مسعود ملک (بیچلر آف آرٹس)

34۔ محمد لقمان مجوکہ (بیچلر آف آرٹس)

35۔ Rouven Walter (بیچلر آف سائنس)

36۔ اظہر وسیم (اے لیول) 4 اے سٹار

37۔ عفان احمد غفور (اے لیول) 99 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

38۔ عرفان احمد بھٹی (اے لیول) 99 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

39۔ وقاص احمد (اے لیول) 99 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

40۔ شہزاد منیر (او لیول) 96 فیصد نمبروں کے ساتھ

اختتامی خطاب

بعد ازاں پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِہٖ (سورۃ الفتح: 30) یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا۔ پھر موٹا ہوگا۔ پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی۔''

فرماتے ہیں: ''یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کی نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی۔'' (یعنی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا ہے اُس سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی) فرماتے ہیں: ''ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اَب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 241)

(حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کا مکمل متن بعد میں بدر کی کسی اشاعت میں شائع کیا جائے گا)

حضور انور نے خطاب کے بعد جلسہ کی اختتامی دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ مستورات کی حاضری 12 ہزار 429 ہے اور مرد حضرات کی 15 ہزار 794 ہے اور مہمان 854 ہیں۔ اس طرح کُل حاضری اللہ کے فضل سے 29 ہزار 77 ہے اور 45 ممالک کی نمائندگی ہے۔ حضور انور نے فرمایا میرا خیال تھا بہت تھوڑی تعداد آئے گی کیونکہ سکولوں میں چھٹیاں نہیں ہیں۔ لیکن ماشاء اللہ جرمنی والوں نے میرا اندازہ غلط ثابت کر دیا ہے۔

نغمے

بعد ازاں افریقن احمدی احباب نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں دعائیہ نظم اور پروگرام پیش

کیا۔اس کے بعد جرمن احمدی احباب نے جرمن زبان میں دعائیہ نظم اور گیت پیش کیا۔ پھر جب عرب احباب کی باری آئی تو انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ کتاب تحفہ بغداد سے پیش کیا۔ یہ قصیدہ اپنے اندر غیر معمولی شان رکھتا ہے۔اس کا اردو ترجمہ قارئین کے لئے پیش ہے۔

اے میرے بھائی! حشر کے دن کو یاد کر اور آخرت کی طرف کوچ کرنے سے پہلے توبہ کرلے۔

اپنے دل سے ہر کینہ کو نکال ڈال اور اپنے نفس کو دشمنی کے زہر سے پاک کرلے اور گناہ کرنے کے وقت خدا کے قہر سے ڈر اور (گناہ سے) باز آجا، پھر ہدایت کے راستوں پر چل۔

اے شریفوں کی اولاد! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں یقینا بندوں کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔

اور اپنے سخی خدا کی طرف سے مجھے علم پر علم دیا گیا ہے اور پیالہ پر پیالہ دیا گیا ہے اور میرا محبوب ہر وقت مجھے اپنی نوازشوں کے لئے چن رہا ہے اور اپنے قریب کرتا اور میری مرادیں پوری کرتا ہے۔

پس لعنت کرنے والوں کی لعنت سے میں بدبخت نہیں ہوسکتا اور میری سچائی کا ڈنکا ضرور سب ملکوں میں بجے گا۔اور بہت سے پیالے تو ہم نے پست زمین میں پیئے ہیں اور ایک دوسرا پیالہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر پیئیں گے۔

اگر میری موت جہاد میں ہو تو میں اپنی ایسی موت اور قتل سے نہیں ڈرتا۔

اور ہم نے اپنے محبوب کو اپنی زندگی پر ترجیح دی ہے اور ہم پوری تیاری سے شہادت (حاصل کرنے) کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔

اور تقویٰ کے ساتھ مرنے میں کوئی خسارہ نہیں، بلکہ انسان کا خسارہ تو فساد کی راہوں پر چلنے میں ہوتا ہے اور جب مَیں ایک سورج کی طرف نکل کھڑا ہوا تو میرے دل سے نور کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔

الحمد للہ کہ ہمارا محبوب (خدا) ہمارے ساتھ ہے اور وہ میرے سامان کو کساد بازاری کا شکار نہیں ہونے دے گا۔اور وہ مہربانی فرماتے ہوئے مجھے اپنے قریب کرتا اور مجھے وصل کی شراب پلاتا ہے۔اور بیشک قرآن کی ہدایت ہی میرا دین ہے اور میں تمہیں درست راستے کی طرف بلاتا ہوں۔

پس اگر تو چاہے تو دوستوں کی طرح (اپنی) خوشی سے اٹھ اور اگر چاہے تو تو دشمنوں میں جا بیٹھ اور بیشک دشمن لڑائی کے ارادے سے سامنے آگیا اور ہم بھی مقابلے میں نکل کھڑے ہیں۔ پس اے میری قوم! میرے مدمقابل کو سامنے لا۔

اور خدا کے لئے نصیحت کرنا میرا فرض تھا اور میں نے اپنا فرض دوستانہ جذبات کے ساتھ پورا کردیا ہے۔

(تحفہ بغداد۔روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 14,13)

اس کے بعد اردو زبان میں اطفال اور خدام نے مل کر ترانہ پیش کیا اور اس عہد کا اظہار کیا کہ ہم اپنے آقا کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے اور آخر پر جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نے دعائیہ منظوم کلام کے ذریعہ اپنا سب کچھ اپنے ربّ کے حضور پیش کرنے کا عزم کیا۔

بڑے روح پرور ماحول میں یہ نظمیں اور ترانے پیش کئے جا رہے تھے۔ جونہی یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا احباب جماعت نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ نعرے بلند کئے اور سارا ہال نعروں کی صدا سے گونج اٹھا۔ ہر چھوٹا بڑا، جوان بوڑھا اپنے پیارے آقا سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ یہ جلسہ کے اختتام کے الوداعی لمحات تھے اور دل جذبات سے بھرے ہوئے تھے۔اس حال میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرکے، اپنے عشاق کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا اور نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائعین سے ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور جرمن، ترک، افغانستان، فرنچ ممالک اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے ان کا تعارف حاصل کیا۔

✿......ایک نومبائع نے عرض کیا کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا احمدی ہونے کے بعد نماز سیکھو، پانچوں نمازیں پڑھو، قرآن کریم سیکھو اور قرآن کریم پڑھو، نماز میں جو سورۃ فاتحہ اور دیگر دعائیں پڑھی جاتی ہیں ان کے معانی سیکھو۔روحانیت میں آگے بڑھو اور دینی تعلیم کو صحیح طرح سیکھو اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالو اور سچے احمدی بنو۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے احمدیت کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اس لئے دین کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل کرو۔جو احمدی ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتے ان کی طرف نہ دیکھو۔آپ کے لئے اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ پھر خلیفۂ وقت ہے۔دوسرے لوگ نہیں ہیں۔

✿......ایک نومبائع نے عرض کیا کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد میری والدہ کا مجھ سے تعلق اچھا نہیں تھا شدید مخالفت تھی۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تھی تو حضور انور کی دعا سے اب مخالفت کم ہوگئی ہے اور اب کافی بہتری ہے۔اب میرے لئے حلال کھانا بنا دیتی ہیں جبکہ پہلے ایسا نہیں تھا۔

✿......آئیوری کوسٹ سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نے بتایا کہ 1994ء سے فرانس میں ہوں۔ پہلے میں سنّی مسلمان تھا۔آج بیعت کی تقریب میں بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوا ہوں۔ میں بڑی دیر سے حقیقی روحانیت کی تلاش میں تھا۔ جب نوجوان تھا تو جماعت احمدیہ کے بارہ میں سنا کرتا تھا۔ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ احمدیت ہی سچائی ہے۔مَیں نے جلسہ دیکھا ہے اب دل چاہتا ہے کہ جہاں بھی جلسہ ہو وہاں شامل ہوں۔

✿......ملک بینن سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نے سوال کیا کہ عالمی جنگ کب ہوگی؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جنگ کب ہوگی، نہیں بتا سکتا، نہ یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے بتایا کہ یہ تاریخ ہے یا کوئی سائن ہے۔اگر لوگ اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے اور یہ حالات لمبا عرصہ رہے تو پھر جنگ کا امکان ہے۔ جو سُپر پاورز ہیں وہ اپنا آرڈر اور اپنا ایجنڈا اپنی شرائط کے ساتھ جاری کرنا چاہتی ہیں تاکہ جو چھوٹے ملک ہیں وہ اپنا ردّعمل دکھائیں اور پھر جنگ ہو۔

حضور انور نے فرمایا مَیں نے یہاں ہفتہ کے روز اپنے خطاب میں بتایا تھا کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کن حالات میں ہوئی تھی۔ایک تو اکانومک سچوایشن (Economic Situtation) تھی اور پھر دوسرے حالات تھے۔اب جو حالات بن چکے ہیں اور پرابلم ہیں اگر حکومتیں یہ پرابلم گفت وشنید سے حل کریں، ان مسائل کا کوئی حل نکالیں، اپنے اختلافات دور کریں تو پھر یہ جنگ رک سکتی ہے۔حضور انور نے فرمایا پس آپ دعا کریں کہ (جنگ) نہ ہو۔لیکن اگر ہوئی تو افریقہ محفوظ ہوگا۔

✿......فرانس سے ایک چیچن نومبائع بھی جلسہ جرمنی میں آئے ہوئے تھے۔موصوف نے بتایا کہ وہ جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئے تھے اور وہاں دستی بیعت کی تھی۔ وہاں میں نے وعدہ کیا تھا کہ تبلیغ کروں گا۔مَیں نے واپس آکر اپنے بیٹے کو تبلیغ کی۔اب میرا اپنا بیٹا احمدی ہوگیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ اچھی بات ہے۔ اپنے رشتہ داروں، قرابت داروں کو تبلیغ کرنے کا حکم ہے۔ اب اپنا حلقہ وسیع کریں اور دوسروں کو بھی تبلیغ کریں۔

اس نومبائع کا بیٹا بھی موجود تھا۔حضور انور نے اس بچے سے دریافت فرمایا کہ والد کے ڈر سے احمدی ہوئے ہو؟ تو اس پر اس نے جواب دیا کہ مَیں خود اپنی مرضی سے احمدی ہوا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا اب تم نماز سیکھو اور قرآن کریم سیکھو۔تم اپنے ابّا سے جلدی سیکھ سکتے ہو۔اس پر والد نے بتایا کہ اس نے نماز سیکھ لی ہے۔اب قرآن کریم سیکھ رہا ہے۔

✿......افغانستان سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان نے بتایا کہ ہماری فیملی کے چھ ممبرز ہیں ہم سب نے تین ہفتہ قبل بیعت کی ہے۔ ہمارا احمدیہ مسجد سے رابطہ تھا۔ہم مسجد جاتے رہے۔ہم نے احمدیوں کو حقیقی اور سچا مسلمان پایا تو بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوگئے۔

حضور انور نے فرمایا افغانستان کے مسئلے کا صرف ایک ہی حل ہے کہ افغانستان کو احمدی کرلو تو بچ جائے گا۔ میں آپ کے ملک کے لئے دعا کرتا ہوں۔

✿......ایک نومبائع پاکستانی نوجوان نے بتایا کہ میری بیعت کا موجب تکبیر چینل بنا ہے۔تکبیر چینل مجھے MTA کی طرف لے آیا اور میں نے احمدیت میں صداقت دیکھی۔حضور انور نے فرمایا: اللہ فضل فرمائے۔

✿......ایک ترکش نوجوان نے بتایا کہ میری 21 سال عمر ہے۔مَیں نے جامعہ میں جانا ہے۔حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

✿......الجزائر سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع نے بتایا کہ میرے والدین متشدد قسم کے سلفی ہیں۔حضور انور نے فرمایا سب سے بڑی چیز دعا ہے ان کے لئے دعا کرو۔ پھر موعظہ حسنہ کا استعمال کرو۔ خدا تعالیٰ نے حکمت کے ساتھ قرابت داروں کو پیغام پہنچانے کی ہدایت کی ہے۔دعا، حکمت اور صبر سے کام لیں۔

نومبائع نے بتایا کہ احمدیت قبول کرنے سے قبل مَیں بھی بڑی سخت طبیعت رکھتا تھا۔احمدی ہونے کے بعد اب مَیں نے اس سختی پر غلبہ پالیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے تو پھر یہ سلفی اتنے متشدّد کیوں ہیں۔کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ان سلفیوں کے لئے ہے صرف؟ باقی لوگوں کے لئے نہیں ہے۔سلفیوں کے متشدّد ہونے کا صرف عرب سے تعلق نہیں وہ تو ہر ایک کو مارنا چاہتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا یہ چیز تو اب دعا سے ہوگی۔

✿......سپین سے 15 نو احمدیوں پر مشتمل وفد آیا تھا۔ایک عرب احمدی دوست نے بتایا کہ سلفی علماء جماعت کی تفاسیر سے متأثر ہیں۔ دل سے ان تفاسیر کے قائل ہیں لیکن اوپر سے اور باتیں بتاتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان کو اپنی کرسی کی فکر ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ آج کسی کے پاس علم (قرآن) نہیں۔ پاکستان کے ایک بڑے عالم ہیں ایک دوست ان کے گھر گئے۔ ان کی لائبریری میں دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑی ہوئی ہیں۔تفاسیر کی کتب ہیں۔وہ مولانا صاحب کہنے لگے مَیں تو ان کتب سے پڑھ کر درس دیتا ہوں۔

✿......ایک نومبائع نے اپنی اہلیہ کے لئے دعا کی درخواست کی کہ اس کا آپریشن ہوا ہے۔وہ تبلیغ بھی کرتی ہیں۔حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ صحت دے۔

✿......سپین سے تعلق رکھنے والے ایک عرب دوست نے عرض کی کہ عیسائی ہمیں کہتے ہیں کہ ہم آخری ہزار سال میں رہ رہے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آدم کی زندگی کا یہ آخری ساتواں ہزار سال چل رہا ہے۔اسی میں قیامت کے آثار ہیں۔دین نے پھیلنا ہے اور غالب آنا ہے۔غالب کب آنا ہے، کیسے آنا ہے؟ صرف خدا ہی جانتا ہے۔

✿......ایک نومبائع طالبعلم نے سوال کیا کہ مجھے میوزک میں دلچسپی ہے۔حضور انور نے فرمایا اس کو

چھوڑ دیں۔ طالبعلم نے بتایا کہ ہسٹری میں بھی دلچسپی ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے، ہسٹری لے لو، پھر اس کے بعد Law کرلو۔ یہ تمہارے لئے اچھا پروفیشن ہوگا۔

اس نوجوان نے بازار سے اَلَیْسَ اللّٰہُ والی انگوٹھی خریدی تھی۔ اس نے حضور سے عرض کیا کہ حضور اس انگوٹھی کو متبرک کردیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت یہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنی اور اپنی الیس اللہ کی انگوٹھی کے ساتھ مس کرکے اسے واپس کردی۔

✿ ......سپین کے ایک عرب نومبائع کھڑے ہوئے۔ امیر صاحب سپین نے ان کے بارہ میں بتایا کہ ان کے پاس کافی عرصہ سے کوئی ملازمت نہیں تھی۔ یہ ملازمت کی تلاش میں تھے۔ جلسہ پر آنے سے قبل ان کو ملازمت مل گئی اور مالک نے انہیں کہا کہ فلاں تاریخ سے حاضری دو اور کام شروع کرو ورنہ ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ یہ کام شروع کرنے کی تاریخ جلسہ جرمنی کے دنوں میں تھی۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگرچہ بڑے عرصہ بعد، بڑی مشکل سے ملازمت ملی ہے لیکن میں ملازمت کی خاطر جلسہ میں شمولیت کو پر قربان نہیں کرسکتا۔ چنانچہ یہ ملازمت چھوڑ کر جلسہ پر آگئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی مدد و نصرت فرمائے اور ثبات قدم بخشے۔

یہ تقریب آٹھ بجکر دس منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں اور بڑے عمر کے بچوں کو قلم عطا فرمائے۔ تمام احباب نے شرف مصافحہ کی سعادت پائی اور فرط عقیدت سے اپنے پیارے آقا کے ہاتھوں کے بوسے لئے، سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔

نومبائع خواتین سے ملاقات

بعدازاں ایک دوسرے ہال میں نومبائع خواتین کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا پروگرام ہوا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور قبول احمدیت کے حوالہ سے بعض باتیں پیش کیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ اور قلم عطا فرمائے۔

یہ پروگرام آٹھ بجکر پینتیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں کچھ دیر کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ Karlsruhe سے واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی تھی۔ آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کے سفر کے بعد دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔

ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

4 جون 2012ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق مختلف ممالک سے آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

تیونس کے ممبر اسمبلی سے ملاقات

سب سے قبل تیونس (Tunisia) سے آنے والے نیشنل اسمبلی کے ایک ممبر نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف نے ملک کے مخدوش سیاسی اور مذہبی حالات کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس وقت عوام میں ہیجان کی کیفیت ہے کہ کس قسم کا اسلامی قانون نافذ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ووٹ دینے والے عوام تھے۔ عوام ان کو اوپر لے کر آئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے خلاف اوپر لے کر آئے تھے ان کے بارہ میں زیادہ ہیجان تھا۔

حضور انور نے انہیں نصیحت فرمائی کہ آپ اعتدال پسند ممبر اکٹھے کریں اور اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھائیں۔ تیونس، مصر وغیرہ میں جو حکومتیں بدلی ہیں وہ بڑی طاقتوں کے ذریعہ بدلی ہیں۔ لیکن عوام نے ووٹ کا حق بڑی طاقتوں کی امیدوں کے الٹ دکھایا ہے۔ اب انتہا پسند اور شدت پسند مسلمان اوپر آگئے ہیں۔ جب عوام ان کی شدت پسندی دیکھیں گے تو پھر دوبارہ کھڑے ہوں گے اور پھر تبدیلی ہوگی۔ اس لئے آپ انصاف پر رہتے ہوئے، حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے کام کریں اور اپنا حلقہ بنائیں اور حکمت کے ساتھ کام کریں اور اعتدال پسند لوگوں کو جمع کریں۔ اب آئندہ انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے ہی کرنا ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے سیاست میں آنے کا تو اب اس کا حق ادا کریں۔ انصاف پر قائم رہتے ہوئے انصاف پسندی کو قائم کریں۔ یہ ایک مسلسل جدوجہد ہے۔ اب روحانی اور سیاسی انقلاب آپ سے شروع ہونا ہے۔ خدا کرے کہ ایک دن صدر تیونس کے طور پر کھڑے ہوجائیں۔ ملاقات کے آخر پر حضور انور نے ان کو اَلَیْسَ اللّٰہُ کی انگوٹھی عطا فرمائی۔

موصوف نے ملاقات کے بعد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے بہت ہی لطف اور مزا آیا۔ مَیں بہت رویا کہ خلیفہ وقت کے اس قدر قریب ہوں۔

حضور انور نے احمدیوں کی قربانیوں کے واقعات بیان فرمائے یہ سن کر میرا جسم لرز رہا تھا۔ تمام لوگ اس طرح مل رہے تھے کہ لگتا تھا کہ صدیوں سے ان کو جانتا ہوں۔ جو چیزیں MTA پر دیکھا کرتا تھا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس قدر پیار مجھے لوگوں نے دیا کہ مَیں اپنے خاندان کو ہی بھول گیا۔

یہ دوست ہفتہ کی رات کہنے لگے کہ مَیں نے جلسہ گاہ میں ہی زمین پر سونا ہے تا کہ جلسہ کی ساری برکتیں حاصل کرسکوں اور صبح نماز تہجد بھی پڑھوں۔ جو لمحات مَیں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گزارے ہیں انہیں تا زندگی نہیں بھول پاؤں گا۔

ہنگری کے وفد سے ملاقات

اس کے بعد دس بجکر چالیس منٹ پر ملک ہنگری (Hungry) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ امسال ہنگری سے دس افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

✿ ......وفد کے ایک ممبر Nagy Janos صاحب تھے جو Church of Enternal Life نامی مذہب کے سربراہ اور روحانی پیشوا ہیں۔ اس کی شاخیں ہنگری کے علاوہ ہمسایہ ممالک سلواکیہ اور مالٹا میں بھی قائم ہیں۔ موصوف اس کے علاوہ ہنگری میں قائم Confederation of Hungarian Small Churches کے سربراہ بھی ہیں۔

موصوف نے جلسہ کے موقع پر حضور انور کے تمام خطابات سنے اور دیگر علماء کی تقاریر بھی بغور سنیں۔ ایک دن سارا دن مردوں کے ہال میں موجود رہے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر تھکان ہے تو آرام کرلیں۔ کہنے لگے کہ جلسہ کی تمام تقاریر کے عناوین اس قدر اہم ہیں کہ کسی کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ ہم یہاں جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہیں۔ آرام ہنگری جا کر ہی کریں گے۔

موصوف جب حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے تو اپنے Formal کپڑوں میں ملبوس تھے جو وہ خاص شخصیات سے ملتے وقت پہنتے ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے ان کی تنظیم اور ہنگری کے سیاسی حالات پر گفتگو فرمائی۔ موصوف نے حضور انور کو اپنی تنظیم کا خاص نشان Monogram اور ایک اعزازی سند پیش کی۔

✿ ......ایک عرب احمدی دوست سلیمان احمد صاحب بھی وفد میں شامل تھے موصوف نے بتایا کہ تین سال بعد جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ ایسا بڑا مذہبی اجتماع جس میں سب احمدی مسلمان بھائی بھائی ہیں مجھے عرفات کے نظارہ کی یاد دلاتا ہے۔

✿ ......ہنگری سے آنے والے، ہنگری کی قدیم ترین یونیورسٹی ELTE کے ایک طالبعلم Frigyes Reegn بھی تھے۔ انہوں نے جرمن زبان میں گریجوایشن کیا ہے کہنے لگے کہ میں نے کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے جو محض مذہب کی وجہ سے اس قدر لمبا سفر اور اس قدر خرچ کرکے صرف اپنی روحانی پیاس کے لئے وقت اور توانائیاں صرف کررہے ہوں۔ احمدی آج کی مادی دنیا میں ایک عجیب قوم ہیں اور آپس میں یہ تعلق کم ازکم ہنگری میں مفقود ہے۔

حضور انور کے دوسرے روز کے جرمن مہمانوں سے خطاب کے بعد کہا کہ واقعی امن عالم کے لئے جماعت کے پاس ایک واضح پروگرام ہے اور ان کا ایک لیڈر ہے جو ان کی راہنمائی کرتا ہے اور جماعت کی مساعی قابل قدر ہے۔

Frigyes Reegn صاحب کی والدہ Frigyesine Reegn بھی ساتھ تھیں۔ موصوفہ پیشہ کے اعتبار سے ٹیچر ہیں اور جرمن زبان پر عبور ہے۔ جلسہ کے تمام پروگراموں میں شامل ہوئیں۔ ملاقات کے دوران موصوفہ نے بتایا کہ حضور کے خطاب کے بعد احباب جماعت نے جس والہانہ انداز میں خلافت کی محبت میں نظمیں پڑھیں اور گیت گائے، واقعی جماعت اپنے خلیفہ کے لئے ایک انمول جذبہ رکھتی ہے اور خلیفہ بھی ان کے لئے ناقابل بیان جذبہ رکھتے ہیں۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں نم تھیں۔ عشق و محبت کے یہ نظارے کہیں نہیں دیکھے۔ فرط جذبات سے ان سے بات نہیں ہورہی تھی۔

✿ ......ہنگری کے وفد کی ایک ممبر Lisa Yaqoob صاحبہ تھیں۔ ان کے والد سوڈانی اور والدہ ہنگیرین ہیں۔ یہ والد کی وجہ سے خود مسلمان ہیں۔ موصوفہ جلسہ کے تمام پروگراموں میں شامل ہوئیں۔ حضور انور کا لجنہ کا خطاب بھی سنا، بے حد متأثر ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ اس مادی اور جدید دنیا میں احمدی آج اسلام کی جو تصویر عملاً پیش کررہے ہیں وہ حیران کن ہے۔

موصوفہ نے حضور انور کو بتایا کہ جلسہ کا پروگرام ان کے لئے بہت Inspiring تھا۔ وہ واپس جا کر جماعت کے متعلق مزید مطالعہ کریں گی۔ حضور انور نے ان کے لئے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور ''دیباچہ تفسیر القرآن'' کا مطالعہ تجویز فرمایا۔

✿ ......ایک دوست احمد مصطفی صاحب کا تعلق غزنی افغانستان سے تھا۔ موصوف نے بتایا کہ ملکی حالات کی وجہ سے ہنگری ہجرت کی، کہنے لگے کہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضور انور کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ حضور انور نے فرمایا کہ انہیں درثمین فارسی پڑھنے کے لئے دیں۔ حضور انور نے فرمایا ہمارا تو یہ عقیدہ اور مذہب ہے کہ ع

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

ہنگری کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات سوا گیارہ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر تمام ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مالٹا کے وفد سے ملاقات

بعدازاں ملک مالٹا (Malta) اور آئس لینڈ (Iceland) سے آنے والے وفود نے ملاقات کی سعادت پائی۔

✿ ......مالٹا سے مبلغ سلسلہ کے ساتھ دو زیر تبلیغ مہمان آئے تھے۔ ایک مہمان سمیر یوسف احمد محمد علی ابو حسین کا تعلق فلسطین سے ہے۔ موصوف حضور انور کو امیر المومنین کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ موصوف نے

حضور انور کو بتایا کہ وہ فلسطین کے رہنے والے ہیں اور مالٹا میں مقیم ہیں اور Diabetes Genetics پر ریسرچ کر رہے ہیں اور پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر ہیں اور ریسرچ کے ساتھ ساتھ بطور ڈاکٹر پریکٹس بھی کرتے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ جلسہ پر آکر بہت خوشی ہوئی۔ تمام دوست بہت ملنسار اور مدد کرنے والے تھے۔ ہمیں جو ماحول دیکھنے کو ملا وہ ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر ہے۔ ہمارے پاس اس ماحول کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔

موصوف نے بتایا Malta ٹیلیویژن پر احمدیت کے بارہ میں پروگرام دیکھ کر مبلغ سے رابطہ کیا۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ عربی ڈیسک والوں سے رابطہ ہوا ہے اور گفتگو کا موقع ملا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ احمدیت کا لٹریچر مزید پڑھیں۔

✿ ...... مالٹا سے آنے والے دوسرے زیر تبلیغ دوست گزم اللہ صاحب تھے۔ موصوف کا تعلق سوڈان سے ہے اور یہ اپنی فیملی کے ساتھ مالٹا میں مقیم ہیں۔ موصوف اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ لیبیا کے لئے اپنے ملک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ ویسٹرن پاور کو اپنا ہاتھ نہ دیں۔ جو مغربی طاقتیں ہیں وہ امن سے رہنے دینا نہیں چاہتیں ان کا اپنا انٹرسٹ (Intrest) ہے۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ جنوبی سوڈان میں قدرتی تیل کے زیادہ ذخائر ہیں۔ تاہم شمالی سوڈان قدرتی ذخائر سے مالا مال ہے۔ سوڈان میں سونا بھی پایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال سوڈان نے ایک بلین ڈالر کا سونا فروخت کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کا کیا فائدہ، اگر عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ عوام تو نہایت غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اسلام نے عدل و انصاف کی جو تعلیم دی ہے وہ بہت حسین اور قابل عمل ہے اور اس تعلیم پر عمل کر کے ہی ان تمام وسائل سے صحیح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام وسائل کی انصاف کے ساتھ تقسیم ہو اور تمام لوگوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں۔ شہریوں کے حقوق کا خیال رکھنا حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ مگر حکمران اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے۔

اس پر گزم اللہ صاحب نے کہا کہ حضور کا تجزیہ نہایت درست ہے اور بدقسمتی سے یہ ایک حقیقت ہے جس کی وجہ سے ہمارا ملک بھی باوجود بیشمار وسائل کے غربت میں بڑھا ہوا ہے۔

آخر پر دونوں مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

آئس لینڈ کے وفد سے ملاقات

ملک آئس لینڈ (Iceland) سے سات افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔

✿ ...... ان میں سے ایک احمدی نوجوان سرمد احمد ہانس (Hannes) کے والد Per Anders Hubner تھے۔ موصوف نے بتایا کہ وہ سویڈش ہیں اور اپنے بیٹے سرمد احمد ہانس کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے اور احمدیت میں دلچسپی کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شریک ہو رہے ہیں۔ سرمد احمد کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے۔ اس کی اہلیہ عروج کے ہمارے گھر میں آنے سے جو ہمارے ذہنی خطرات تھے اس میں ایک زبردست تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ ہمارا بیٹا ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ جبکہ ہمیں تو عروج کی شکل میں ایک بیٹی مل گئی ہے۔ اس طرح سرمد احمد ہانس کے بہن بھائی اور والدہ اور زیادہ قریب آگئے ہیں۔ موصوف نے کہا جب میں نے شادی سے قبل پہلی دفعہ اپنی بہو کو دیکھا تو اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ پھر دوسری دفعہ شادی کے بعد دیکھا۔ بہو عروج سرمد بھی ساتھ تھی۔ اس کے میاں اچانک بیمار ہونے کی وجہ سے ملاقات کے لئے نہیں آسکے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس بہو کو اس کے لئے اور اس کے خاوند کے لئے اَلَیْسَ اللّٰہ کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔

موصوف نے بتایا کہ مَیں نے حضور انور کی تقاریر سنی ہیں۔ ایک ہی وقت میں نعرے لگتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں سب اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہزار ہا لوگوں کو کھانا دیا جاتا ہے یہ مسلمانوں کے لئے بہت اچھا امپریشن ہے۔

✿ آئس لینڈ کے وفد کی ایک ممبر Elin Loa Krisljanottir نے بتایا کہ وہ ڈنمارک یونیورسٹی میں اسلام کا مضمون پڑھ رہی ہے اور اسلام کے بارہ میں ریسرچ کر رہی ہے اس کے مقالہ میں ایک Chapter احمدیت پر مخصوص ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ اور ”دیباچہ تفسیر القرآن“ کا بھی مطالعہ کرو۔

✿ ...... اس کے بعد Estonia سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان Alevey Matveev نے بتایا کہ آئس لینڈ میں مقیم ہوں اور 10 مارچ 2012ء کو بیعت کی ہے اور میں نے احمدیہ لٹریچر کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ یہ میرا پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ بہت لطف آیا۔ اب میں نماز سیکھ رہا ہوں اور والدین کو بھی تبلیغ کر رہا ہوں۔ موصوف نے اپنا دینی نام رکھنے کی درخواست کی جس پر حضور انور نے اس کا نام ”فاتح احمد“ رکھا۔

آخر پر وفد کے تمام ممبران نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

(باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۳۱ اگست ۲۰۱۲ء)

✿✿✿

قوت انابیب شعری Jet Tubes

منور خالد۔ جرمنی

اگر ہم پہاڑ پر جائیں اور بہت اونچے اونچے درختوں کو دیکھیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے کہ سیکڑوں فٹ اونچائی تک پانی ان درختوں کی چوٹیوں تک کیسے پہنچا۔ اور کیسے یہ درخت زندہ ہیں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ حشرات کی طرح درختوں اور پودوں کے بھی تین حصے ہوتے ہیں۔ جڑ، تنا، پتے اور پھل پھول اور حشرات کی طرح ہی ان کی ترتیب بھی اپنی قسم جنس اور پھل کے لحاظ سے بدل جاتی ہے۔ کہ ایک حصہ زمین یا پانی میں دوسرا حصہ زمین یا پانی کے اوپر اور تیسرا حصہ فضا میں۔ بڑے درختوں کی جڑیں زمین کے اندر تنا اور پتے زمین کے اوپر ہوتے ہیں۔ پانی اتنی اونچائی تک کیسے پہنچا۔

اس کا تجربہ یوں کریں کہ ایک نالی جس کا ایک سرا بہت ہی باریک Jet کی صورت میں ہو پانی کے ایک بیکر میں اس نالی کو ڈال دیں کچھ دیر بعد محسوس ہوگا کہ نالی میں پانی کی سطح بیکر میں موجود پانی کی سطح سے بلند ہو گئی ہے۔ گویا جیٹ نالی کی کشش پانی کو اوپر کھینچتی ہے۔ ہم کتنی بھی باریک نالی بنالیں وہ درخت کی جڑ کی نالی اور تنے کی رگوں سے موٹی ہی رہے گی۔ بنانے والے کے اس نظام سے جڑوں کے ذریعہ چوسا ہوا پانی بیسیوں میٹر اونچائی پر پہنچتا ہے۔ جتنی باریک جیٹ نالی ہوگی اس میں پانی اوپر کھینچنے کی طاقت اتنی ہی زیادہ ہوگی زمین کی گہرائی میں پھیلا ہوا جڑوں کا جال اور ان کی باریک نالیاں یا مسام زمین سے پانی چوس کر تنے تک پہنچاتے ہیں اور پھر تنا اپنے باریک ریشوں کے ذریعے اس پانی کو ٹہنیوں اور پتوں تک پہنچاتا ہے۔ جو پتوں پر پھیلتا ہے تو سورج کی دھوپ سے ان میں photosynsesis کے ذریعے کلورو فل بنتا ہے یہ سبز رنگ کا مادہ درختوں کی زندگی کی ضمانت ہے۔ زراعت کا ایک اصول ہے کہ broader the leaves requirment of more water کہ جس درخت یا پودے کے پتے جتنے چوڑے ہوں گے اتنا ہی وہ پانی زیادہ استعمال کرے گا اس لئے ان کی پانی کی ضرورت بھی زیادہ ہو گی۔ چنانچہ چوڑے پتوں والے درخت یا پودے پانی کے کنارے یا پانی کی پہنچ کے قریب تر ہوتے ہیں یا پھر ان کی جڑیں بہت گہرائی میں جا کر پانی تلاش کرتی ہیں۔ چھوٹے اور کھردرے پتوں والے پودے یا درخت پانی کم ضائع کرتے ہیں اس لئے وہ صحراؤں میں بھی نخلستان بنا لیتے ہیں میدانی علاقوں میں اس کی مثال ببول تھور کریر وغیرہ ہیں۔ بعض درخت مثلاً بڑ کا درخت جس کے پتے بڑے ہوتے ہیں مگر اس میں پھیلتے چلے جانے کی بہت زیادہ صلاحیت ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض اتنے پھیل جاتے ہیں کہ قافلے اور فوجیں ان کے زیر سایہ پناہ لیتی ہیں اس پھیلاؤ کی وجہ سے اس کی اصل جڑوں سے اس کی پانی کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں اس کی ٹہنیاں بھی اس پھیلاؤ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی اس پر وہ اپنے ہی تنوں اور موٹی ٹہنیوں سے جڑیں نکال کر زمین کی طرف بھیجتے ہیں جو لمبی ہو کر زمین میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اور دونوں کام انجام دیتی ہیں جڑوں کا بھی کہ وہ پانی زمین سے چوس کر تنوں کی طرف منتقل کرتی ہیں۔ اور سہارا بھی بن جاتی ہیں اور اس سہارے کی وجہ سے درخت آگے سے آگے پھیلتا چلا جاتا ہے اپنی اس خوبی کی وجہ سے بڑ کے درخت ہزاروں سال زندہ رہتے ہیں۔

روحانی دنیا میں بھی جب کوئی مصلح آتا ہے تو ابتداء میں اس کو ماننے والے کمزور بے طاقت اور غریب لوگ ہوتے ہیں زمانے کے فرعونوں کی نظر میں تو وہ شرذمہ قلیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان میں قوت قدسیہ کو جذب کرنے کی بے پناہ صلاحیت ہوتی ہے اور وہ نہ صرف خود اس درخت وجود کی سرسبز شاخیں بن کر پھیل رہی ہوتی ہیں اور اپنے اصل کی معاون و مدد گار ہو کر اس درخت کی مضبوطی کا باعث بن رہی ہوتی ہیں بلکہ بڑ کی جڑوں کی طرح اپنی اولاد در اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کے ذریعے دنیا میں نمایاں مقام حاصل کر کے دلوں کی زمین میں پیوست ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ درخت اتنا تناور اور سایہ دار بن جاتا ہے کہ قومیں اس کی آغوش میں پناہ لیتی ہیں اور درخت ایک لمبا عرصہ قائم و دائم رہتا ہے شاید اسی لئے گوتم بدھ نے گیان حاصل کرنے کے لئے بڑ کے درخت کو چنا اور شاید یہی وجہ ہے کہ آج تک اس کے پیروؤں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔

آج کا گوپال اور گوتم بھی جو سرزمین ہند میں ظاہر ہوا اور اب یہ درخت اپنے مضبوط تنے قدرت ثانیہ کی روحانی برکات نظام وصیت اور نظام وقف نو کی جڑوں کی وجہ سے ایک تناور حیثیت حاصل کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی شاخیں اتنی لمبی اور پھیلتی جا رہی ہیں کہ وہ دن دور نہیں کہ ساری دنیا اس کی ٹھنڈی اور میٹھی چھاؤں کے تلے پناہ لے اور وہ ان تمام خطروں اور درندوں سے پناہ میں آجائیں گے شاید اس لئے فرمایا

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

احمدیت ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی مثال قرآن کریم میں دی گئی ہے اس کی جڑیں تو زمین میں گہری اور مضبوطی سے قائم ہوتی ہیں اور اسکی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہوتی ہیں۔ {ابراہیم 25}

اس طرح زمین اور آسمان دونوں طرف سے خوراک حاصل ہو رہی ہوتی ہے۔

✿✿✿

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سونہار: مینپوری ۳۰ ستمبر/ ۲۰۱۲ کو ایک پبلک جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس میں احمدی حضرات کے علاوہ غیر مسلم اور غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی کے طور پر محترم دین محمد صاحب قومی صدارتی انعام یافتہ نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد جماعتی خطاب ہوا جس میں آنحضورؐ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو بیان کیا گیا بعد ازاں محترم دین محمد صاحب نے خطاب کیا جس میں آپ نے آنحضورؐ پر ہونے والے ناپاک حملوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس ضمن میں جماعتی کوششوں کو سراہا۔ اس موقع پر شری ہری نندن صاحب چوہان، شری پریم صاحب، شری پنڈت لویش چند اُپادھیائے۔ شری نسیم کمار شاکیہ اور شری رام نواس شاکیہ نے خطاب کیا اور جماعتی خدمات کو سراہا۔ اختتامی خطاب و دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نظام الدین۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ آگرہ)

ہفتہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنگلور ساؤتھ کرناٹک:

۲۸ ستمبر بروز جمعہ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا گیا۔ ۳۰ ستمبر بروز اتوار حلقہ جکور میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ بنگلور، مکرم بشارت احمد اُستاد صاحب، مکرم نور احمد صاحب، مکرم عطاء الرحمن صاحب معلم سلسلہ اور مکرم برکات احمد سلیم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر حلقہ کے احباب وخواتین نے شرکت کی۔ یکم اکتوبر بروز پیر حلقہ سیوانگر میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا گیا جس میں اس حلقہ کے احباب وخواتین نے شرکت کی۔ مکرم محمد عبید اللہ صاحب قریشی اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ ۲/اکتوبر بروز منگل حلقہ رچمنڈ ٹاؤن میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ مکرم محمد عرفان اللہ صاحب، مکرم محمد حشمت اللہ صاحب، مکرم شریف عالم صاحب، مکرم ظفر احمد صاحب اور خاکسار نے آنحضرتؐ کی سیرت کے پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ ۴/اکتوبر بروز جمعرات دار الفضل میں جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم اشرف خان صاحب، مکرم ڈاکٹر احمد عبد الحلیم صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ ۵/اکتوبر بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر افراد جماعت کو سنایا گیا اور تحریک کی گئی کہ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوؤں کو بیان کریں تا کہ غیروں کو بھی معلوم ہو کہ محسن انسانیتؐ کی سیرت کتنی عظیم الشان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(محمد کلیم خان۔ مبلغ انچارج ساؤتھ کرناٹک)

فلک نما (حیدر آباد) ۲/اکتوبر ۲۰۱۲ بروز منگل مسجد فلک نما میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد زیر صدارت محترم امیر صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسے کی پہلی تقریر مکرم بشیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے بعنوان ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت للعالمین'' کی حیثیت سے کی۔ پروگرام کی دوسری تقریر مکرم حمید اللہ غوری صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن نے زیر عنوان ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی اس کے بعد ایک نظم ہوئی۔ جلسہ کی آخری تقریر مکرم مصلح الدین سعدی صاحب مبلغ انچارج حیدر آباد زون نے بعنوان ''پیشوایان مذاہب کا احترام امن عالم کی ضمانت'' کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (غلام نعیم الدین سیکرٹری اصلاح وارشاد حیدر آباد)

چنداپور: ۲۹ ستمبر ۲۰۱۲ کو جماعت احمدیہ چنداپور میں زیر صدارت مکرم ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی فاروق احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسولؐ کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم محمد عمر صاحب اور مکرم مولوی شہاب الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے آنحضورؐ بحیثیت رحمت للعالمین کے موضوع پر تقاریر کیں۔ بعد ازاں خاکسار نے پیشوایان مذاہب عالم کا احترام امن عالم کی ضمانت ہے کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

پوسانی پیٹھ: ۲۹ ستمبر ۲۰۱۲ بروز بدھ جماعت احمدیہ پوسانی پیٹھ میں زیر صدارت مکرم محمد خیرات علی صاحب صدر جماعت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد کیا گیا اور تلاوت نظم کے بعد خاکسار اور فاروق احمد صاحب معلم سلسلہ اور مکرم غلام محمد صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

کاماریڈی: اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کاماریڈی میں ۲۶ ستمبر ۲۰۱۲ کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا یہ جلسہ زیر صدارت محترم صدر صاحب کاماریڈی ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد طلحہ صاحب، مکرم محمد معین الدین صاحب مکرم محمد منیر احمد صاحب، مکرم محمد عمر صاحب معلم سلسلہ مکرم محمد شہاب الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(شیخ نور احمد میاں سرکل انچارج نظام آباد۔ آندھرا پردیش)

رامامنڈی: احمدیہ مسجد موگا میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر صدارت محترم پرنسپل صاحب جامعۃ المبشرین قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مبشر احمد عامل صاحب مربی سلسلہ قادیان نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ آپ نے حالیہ توہین آمیز فلم کے حوالے سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے حسین پہلوؤں کو جگہ جگہ جلسہ کے ذریعہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے حضور انور کے ارشاد کے مطابق بکثرت درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایوب علی خان زونل امیر موگا زون پنجاب)

کانپور: ۲۳ ستمبر ۲۰۱۲ کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیر صدارت مکرم شعیب احمد صاحب سلیجہ صدر جماعت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلو جیسے مذہبی رواداری، عورتوں کا احترام، بچوں سے حسن سلوک وغیرہ کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم حافظ محمد فرحان صاحب نے کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ (فیروز احمد سرکل انچارج کانپور)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر پریس کانفرنس

بنگلور: ۲۹ ستمبر بروز ہفتہ دوپہر ساڑھے بارہ بجے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے موضوع پر پریس کلب بنگلور میں پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر آئے ہوئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان کو جماعتی پریس نوٹ دیا گیا۔ پریس کانفرنس محترم ڈاکٹر سید اخلاق احمد جواز صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی آپ نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ نے خطاب فرمایا اور پریس نمائندگان کے سوالات کے جواب دیئے۔ اس موقع پر محترم عبد السلام صاحب نے بھی جماعت کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ پریس کانفرنس کی چار اخبارات نے کوریج کی۔

(محمد کلیم خان۔ مبلغ انچارج ساؤتھ کرناٹک بنگلور)

ہفتہ قرآن کریم

کٹک: ۳ ستمبر تا ۱۲ ستمبر ۲۰۱۲ ہفتہ قرآن مجید منعقد کیا گیا جس میں کثرت کے ساتھ احباب جماعت وغیر از جماعت احباب شامل ہوئے۔ آخری روز مشن ہاؤس کٹک میں بعد نماز مغرب وعشا تلاوت قرآن پاک، نظم وتقاریر کے بعد ایک دلچسپ کوئز کا پروگرام کیا گیا۔ زونل امیر صاحب کٹک کے صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ ہفتہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچا۔ (سید طاہر احمد زونل امیر صوبہ کٹک اڈیشہ)

سالانہ مقامی اجتماع مجلس انصار اللہ

قادیان: ۲۲ تا ۲۳ ستمبر ۲۰۱۲ مجلس انصار اللہ قادیان کا سالانہ مقامی اجتماع شایان شان طریق پر منعقد ہوا۔ ۲۲ ستمبر کو مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ۲۳ ستمبر کو صبح سوا چار بجے مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد خصوصی درس ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر بہشتی مقبرہ میں اجتماعی دُعا ہوئی۔

صبح نو بجے زیر صدارت محترم مولانا جلال الدین نیر صاحب قائمقام ناظر اعلیٰ افتتاحی اجلاس ہوا۔ جس میں محترم قاری نواب احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر خاکسار حافظ مظہر احمد طاہر زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ نے مجلس کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں محترم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب اور محترم مولانا محمد حمید صاحب کوثر نے مقررہ عناوین پر تقاریر کیں۔

بعد نماز مغرب وعشا اختتامی اجلاس ہوا جس میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے درمیان محترم قائمقام ناظر اعلیٰ صاحب اور صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے انعامات تقسیم فرمائے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان)

ایک احمدی عالم دین کو سنسکرت کا ایوارڈ

۱۲ اگست ۲۰۱۲ کو سنسکرت ہفتہ کے ماتحت ودیا مندر سینئر ماڈل اسکول ہوشیار پور میں منعقدہ سنسکرت رکھشا سنکلپ پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کی صدارت گورو رویداس آیورویدک یونیورسٹی ہوشیار پور کے چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اوم پرکاش اوپادھیائے نے کی۔

اس موقع پر پنجاب کی پہلی شاستری کا امتحان پاس کرنے والی خاتون اور ودیا مندر سینئر ماڈل کی بانی بہن جگتاولی سود ٹرسٹ کی یاد میں ٹرسٹ کے منتظم انوراگ سود نے سنسکرت کے ۶ عالموں کو اعزاز دیا۔ ان عالموں میں ایک احمدی عالم دین مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب ایڈیٹر بدر کو بھی یادگاری نشان سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اُن کیلئے مبارک کرے۔ اس خبر کی اخبار دینک سویرا ۴/اگست ۲۰۱۲ بعنوان ''سنسکرت اکادمی کھولی جائے'' اور اخبار ہند سماچار جالندھر ۴/اگست ۲۰۱۲ میں شائع ہوئی۔ (شعبہ تاریخ احمدیت بھارت)

رمضان المبارک کے لیل ونہار اور نماز عید الفطر

بفضلہٖ تعالیٰ ہندوستان بھر کی جماعتوں سے دورانِ ماہ رمضان المبارک کے لیل ونہار اور نماز عید الفطر کی ادائیگی کی رپورٹیں موصول ہوتی رہیں۔ جن جماعتوں کی رپورٹیں موصول ہوئیں ان کے اسماء بغرض دُعا پیش کئے جارہے ہیں اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کو رمضان کی برکات سارا سال جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایریا کھم، کپتان بنجرہ۔ کونہ وینکٹہ گری، کلور، ورنگل، چنور، نارائن پورم، پیدا پور، جنگ پلی، اٹکالہ پلی، بدارم، کٹاکش پور، پیرہ گنڈہ، روی نگر، تمر پلی، وینکٹا پور، کاٹرا پلی، نلا بیلی، کنڈور، ملا ویڑی پلی، نرملہ، میلارم، ناتجاری مڈور، چٹپالہ، خونڈانگا، بنگلور، جھڈیاں، کوڑہ کوڑا، سرسی والا، روشن والا، مالیر کوٹلہ، مالا ہیڑی، رامابلاس پور، بینی وال، شاہ تلائی، سلوہ، پنجاور، بھیرہ، ٹھٹھل، ڈنگوہ، کھجن، درگیلا۔ لڈ بڈول، کھبلی، ہرڑی، مہرہ، جوالا جی، نادون، برنوہ، شملہ، فیض آباد کالونی، اندورہ، زیرہ، سنگھ پورہ، ہریانہ، صافو والا، ابلو، موگا، مانسا، شولا پور، ماتن دہلی، اڑگئی، ساتن دھونی، بوروٹی، چینچولی، دُورھنی، وڈگاؤں، سانگوی، کاٹی، مالونڈی، جام گاؤں، پیپری، گولیلی، پاولی، کورپلہ، شیل گاؤں، پٹھان بستی، چندہ پوری، گھرسنڈی، گھرنیکی، جامیولا، ظہیر آباد، شیرلہ ساونت واڑی، بلار پور، کاواشیری، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان مقامات پر ہونے والے رمضان المبارک کے تمام پروگراموں کو قبول فرمائے اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ (ادارہ)

دُعائے مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۲ بروز بدھ مکرم شیخ ابراہیم صاحب ولد شیخ حمد علی صاحب ساکن کیرنگ سابق صدر جماعت احمدیہ کیرنگ اڈیشہ بعمر ۹۷ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے آپ کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ایام جوانی سے سلسلہ کی مختلف ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرتے رہے۔ موسیٰ بنی مائنز (جھارکھنڈ) جماعت احمدیہ کیرنگ اڈیشہ میں ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ صدر جماعت کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ ۱۹۵۸ سے لگاتار ۳۰ سال موسیٰ بنی میں صدر رہے۔ اس کے بعد ۲۲ سال لگاتار کیرنگ میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ۲۰۱۰ سے کیرنگ میں امارت کا نظام قائم ہوا۔ مرکزی نمائندگان کا خصوصاً عزت احترام کرنے والے، غربا ومساکین کا خیال رکھنے والے، ہمدرد، دُعاگو، سادگی پسند، عابد، شاکر، خوش مزاج، باحوصلہ نیک انسان تھے۔ مرکزی افسران، ناظران، انسپکٹران، نمائندگان جب بھی کیرنگ دورے پر جاتے محترم صدر صاحب سے ملنے ضرور جایا کرتے تھے۔ مرکز سے ہمیشہ رابطہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آپ کے تین بیٹے مکرم شیخ اسماعیل صاحب، مکرم شیخ اسحاق صاحب اور شیخ یعقوب صاحب اور دو بیٹیاں مکرمہ روشن بی بی صاحبہ اور مکرمہ چراغ بی بی صاحبہ ہیں اور دس نواسے نواسیاں پسماندگان چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی نیک خواہشات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مکرم میر عبد الحمید صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ نے آپکی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور مقامی قبرستان بھالیہ بندی میں تدفین عمل میں آئی۔ بتاریخ ۱۲/اکتوبر آپکی نماز جنازہ غائب مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نے مسجد اقصیٰ قادیان میں بعد نماز جمعہ پڑھائی۔

(منور احمد امیر جماعت احمدیہ کیرنگ)

✿ خاکسار کے نانا جان مکرم سید مذکر الدین صاحب آف سونگڑہ اُڈیشہ کی وفات ۱۷/فروری ۲۰۱۲ کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم DIC اُڈیشہ سے درجہ اوّل آفیسر ریٹائر ہوئے۔ آپ کے ذریعہ سونگڑہ اور کئی مضافات میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ آپ کی پیدائش ۲ ۱۹۳ء کو ہوئی۔ آپ مکرم سید مبشر الدین مرحوم کے بڑے فرزند اور مکرم سید سعید الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سبھی بچے صاحب اولاد ہیں۔ قارئین بدر سے مرحوم کی مغفرت کیلئے دُعا کی درخواست ہے

(سید ابو العطا حسن احمد سونگڑہ۔ سیکرٹری دعوت الیٰ اللہ)

بقیہ: ایک عظیم تحریک وقف نو

اس عمر میں ان کو خود اپنے وقف کے فارم پر کرنے چاہئیں کہ وہ وقف قائم رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ یہ ہوش کی عمر ہے۔ سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کریں کہ وقف کو قائم رکھنا ہے یا پھر وقف نہیں کرنا۔ پہلے ماں باپ نے وقف کیا تھا اب واقف زندگی بچے نے، وقف نو بچے نے خود کرنا ہے۔ اگر وقف کو قائم رکھنا ہے تو مرکز کو اطلاع ہونی ضروری ہے۔ پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ’’صرف وقف نو کا ٹائیٹل مل جانا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری تربیت، تمہاری تعلیم، تمہارا اُٹھنا بیٹھنا تمہارا بات چیت کرنا، تمہارا لوگوں سے ملنا جلنا تمہیں دوسروں سے ممتاز کرے گا۔ یہ عادتیں پھر عمر کے ساتھ ساتھ پختہ ہوں اور کوئی اُنگلی کبھی تمہاری کردار کشی کرتے ہوئے نہ اُٹھے‘‘۔ پھر واقفین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اپنی ضرورت اپنی خواہش کا اظہار کسی کے سامنے نہ کریں جو مانگنا ہے خدا تعالیٰ سے مانگیں تنگی، ترشی برداشت کرلیں لیکن اپنے وقار کو کبھی نہ گرائیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم تمام واقفین کو ان قیمتی نصائح پر عمل کرنے والا بنائے اور ہمیں ان اعلیٰ تقاضوں کو پورا کرنے، اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں اس وقف کا حق ادا کرتے ہوئے گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم جماعت کا ایک فعال وجود ثابت ہوں۔ اور ساری دُنیا کو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے والے بنیں اور خلیفۃ المسیح کی تمام تر دُعاؤں کے وارث ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں اور نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کرکے دکھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲)

فطرت مورخ احمدیہ مسلم جماعت کی توہین رسالت کی روک تھام کیلئے کی گئی کاروائیوں اور کوششوں کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ برصغیر میں جلسہ پیشوایان مذاہب کے کامیاب انعقاد کی تاریخ ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان پر مبنی لٹریچر کی فراہمی کا معاملہ ہو یا منظم طریق پر اسلام اور بانی اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا معاملہ ہو احمدیہ مسلم جماعت ہر میدان میں صف اوّل میں ہے۔

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ توہین رسالت کے معاملہ پر جس مثبت رنگ میں اُمت مسلمہ کی قیادت فرمائی اس کی مثال ساری اُمت میں ڈھونڈنے سے نظر نہیں آتی۔ آپ نے مسلسل ۲۱ ستمبر ۲۸ ستمبر اور ۱۵ اکتوبر کے خطبات جمعہ میں اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائی اور اس طرف توجہ دلائی کہ

’’جہاں ایک احمدی مسلمان اس بیہودہ گوئی پر کراہت اور غم وغصّہ کا اظہار کرتا ہے وہاں ان لوگوں کو بھی اور اپنے اپنے ملکوں کے ارباب حل وعقد کو بھی ایک احمدی اس بیہودہ گوئی سے باز رہنے اور روکنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانی چاہئے۔ دنیاوی لحاظ سے ایک احمدی اپنی سی کوشش کرتا ہے کہ اس سازش کے خلاف دنیا کو اصل حقیقت سے آشنا کرے اور اصل حقیقت بتائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلو دکھائے۔ اپنے ہر عمل سے آپ کے خوبصورت اُسوہ حسنہ کا اظہار کرکے اور اسلام کی تعلیم اور آپ کے اسوہ حسنہ کی عملی تصویر بن کر دنیا کو دکھائے۔ (اخبار بدر ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۲ صفحہ ۴)

دانشور طبقہ کو مخاطب ہوکر فرمایا: ’’دنیا کے پڑھے لکھے لوگ اور اربابِ حکومت اور سیاستدان سوچیں کہ کیا ان چند بیہودہ لوگوں کو سختی سے نہ دبا کر آپ لوگ بھی اس مفسدہ کا حصہ تو نہیں بن رہے۔ دنیا کے عوام الناس سوچیں کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیل کر اور دنیا کے ان چند کیڑوں اور غلاظت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر آپ بھی دنیا کے امن کی بربادی میں حصہ دار تو نہیں بن رہے؟

اُمت مسلمہ کو اُس کی طاقت اور اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نصائح فرمائیں:۔

’’دنیا کے ایک بہت بڑے خطّہ پر مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ دنیا کا بہت سا علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں ہے۔ بہت سے مسلمان ممالک کو خدا تعالیٰ نے قدرتی وسائل بھی عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان ممالک یو این او (UNO) کا حصہ بھی ہیں۔ قرآنِ کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے اس کے ماننے والے اور اس کو پڑھنے والے بھی ہیں تو پھر کیوں ہر سطح پر اس خوبصورت تعلیم کو دنیا پر ظاہر کرنے کی مسلمان حکومتوں نے کوشش نہیں کی۔ کیوں نہیں یہ کرتے؟ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق کیوں دنیا کے سامنے یہ پیش نہیں کرتے کہ مذہبی جذبات سے کھیلنا اور انبیاء اللہ کی بے حرمتی کرنا یا اُس کی کوشش کرنا یہ بھی جرم ہے اور بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور دنیا کے امن کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بھی یو این او کے امن چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ آزادیٔ خیال کے نام پر دنیا کا امن برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی‘‘۔ (بحوالہ خطبہ فرمودہ ۲۱ ستمبر ۲۰۱۲)

مغربی ممالک کے مسلمانوں کو ان کی ووٹ کی طاقت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا

مغربی ممالک میں اور دنیا کے ہر خطّے میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو رہ رہی ہے۔ مذہب کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے دنیا میں مسلمان دوسری بڑی طاقت ہیں۔۔۔ یورپ کے ہر خطے میں آباد ہیں۔ اگر یہ سب فیصلہ کرلیں کہ اپنے ووٹ اُن سیاستدانوں کو دینے ہیں جو مذہبی رواداری کا اظہار کریں۔ اور ان کا اظہار نہ صرف زبانی ہو بلکہ اُس کا عملی اظہار بھی ہو رہا ہو اور وہ ایسے بیہودہ گوؤں کی، یا بیہودہ لغویات بکنے والوں یا فلمیں بنانے والوں کی مذمت کریں گے تو ان دنیاوی حکومتوں میں ہی ایک طبقہ کھل کر اس بیہودگی کے خلاف اظہار خیال کرنے والا مل جائے گا‘‘۔

اُمت مسلمہ کو عموماً اور اس طرح تمام احباب جماعت کو خصوصاً نصائح فرمائیں کہ:۔

’’شدت پسندی اس کا جواب نہیں ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو مَیں بتا آیا ہوں کہ اپنے اعمال کی اصلاح اور اُس نبی پر دُرود وسلام جو انسانیت کا نجات دہندہ ہے۔ اور دنیاوی کوششوں کے لئے مسلمان ممالک کا ایک ہونا۔ مغربی ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو اپنے ووٹ کی طاقت منوانا۔ بہر حال افرادِ جماعت جہاں جہاں بھی ہیں، اس نہج پر کام کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی اس طریق پر چلانے کی کوشش کریں کہ اپنی طاقت، ووٹ کی طاقت جو ان ملکوں میں ہے وہ منواؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو بھی دنیا کے سامنے خوبصورت رنگ میں پیش کریں۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ ’’تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔‘‘
(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ توفیق دے کہ وہ سیرت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آئینہ دار بن جائیں اور اس کی ذات اُسوہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصویر بن جائے۔ (آمین) (شیخ مجاہد احمد شاستری)

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے ایمان افروز واقعات وروایات

صحابہ کرام کی یہ روایات بیان کرنا بزرگان کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے

فیس بک پر حضرت گورونانک صاحب کی توہین اور جماعت کو بدنام کرنے کی سازش کا ذکر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 اکتوبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب میں صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات اور روایات بیان کرتا ہوں تو جس صحابی کا واقعہ بیان ہوتا ہے اس کی اولادیں اور نسلیں خوشی کا اظہار کرتی ہیں۔ دُعا کیلئے بھی لکھتی ہیں کہ دعا کریں کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اس اعزاز کو قائم رکھیں جو ہمارے دادا پڑدادا کو آنحضرتؐ کے عاشق صادق امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرکے حاصل ہوا۔ حضور انور نے فرمایا کہ لیکن میری حیرت کی انتہا ہوئی کہ کچھ لوگ اپنے بزرگوں پر یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آگئے انہوں نے یہ ٹھیک نہیں کیا ان کو یہ غلطی اپنے بزرگوں کے حالات و واقعات نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا ایسے ہی ایک خاندان نے مجھے خط لکھا کہ فلاں بزرگ کے واقعات بیان کرکے آپ نے میری الجھن کو دور کر دیا۔ چنانچہ یہ روایات بیان کرنا بزرگان کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس لئے میں کہتا رہتا ہوں اور مجھ سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی واقعات بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا کہ اپنے بزرگوں کے واقعات کی جگالی کرتے رہنا چاہیئے تاکہ نئی نسل کی تربیت بھی ہو۔ یہاں یہ بھی بتادوں کہ صحابہ کے خاندان کے لوگ جو دور ہٹ جاتے ہیں وہ بعض عہدیداران کے رویئے کی وجہ سے ہٹتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی تحقیق کے بعد احمدیت قبول کی تھی۔ یا اللہ تعالیٰ سے براہ راست رہنمائی حاصل کی تھی۔ موجودہ نسلیں تو غلط ہوسکتی ہیں کیونکہ ان کا خدا تعالیٰ سے اتنا گہرا تعلق نہیں ہے جتنا ان کے بزرگوں کا تھا۔ وہ بزرگ غلط نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے انانیت اور ناسمجھی نے دین سے دور کر دیا ہے۔ پس صحابہ کی اولاد میں سے ایسے جو کسی بھی وجہ سے دین سے دور ہو گئے ہیں اور انانیت ان میں حاوی ہوگئی ہے انہیں چاہیئے کہ اپنے لئے راہ راست پر چلنے کی دُعا کریں۔ اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں۔

سیدنا حضور انور نے اس تمہید کے بعد صحابہ کرام کی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی مختلف روایات بیان کیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت محمد فاضل صاحبؓ ولد نور محمد صاحب سے روایت ہے کہ ایک رات بعد نماز عشا میں نے اپنے مولوی صاحب سے عرض کی کہ جو مرزا صاحب نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے اگر حقیقت میں صحیح ہو اور ہم ان کی شناخت سے محروم رہ جائیں تو کیا ہم ان کی زیارت بھی نہ کریں؟ مولوی صاحب نے کہا ضرور جانا چاہیئے کہ میں نے پختہ عہد کرلیا اور رات سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا ایک بڑا وسیع میدان ہے۔ جس میں بڑا احباب کا مجمع لگا ہے۔ میں ان کے درمیان بیٹھا ہوں۔ دفعتاً ایک نورانی شکل باہر آتی ہے اور اس جماعت کی طرف اشارہ کرکے خصوصاً مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ آنحضرتؐ ہیں اور میں نیند سے بیدار ہو گیا اور اگلے دن جا کر مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں میں نے ۱۸۹۸ء کے شروع میں ایک رویا دیکھی کہ بلند پہاڑ پر ہوں میرے دائیں ہاتھ پر سورج کا کرہ اور بائیں ہاتھ پر تین فٹ اُونچائی پر چاند ہے اور نیچے شفاف پانی بہہ رہا ہے۔ بعد میں اس رویا کی تعبیر یہ کھلی کہ پہاڑ پر چڑھنے سے مراد عزت واحترام ہے اور سورج سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور چاند سے مراد حضرت مسیح موعودؑ اور دریا سے مراد علوم آسمانی ہیں۔ چاند کا تین فٹ دور ہونا اس طرف اشارہ تھا کہ تین سال بعد بیعت کی توفیق ملے گی۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا اس وقت میں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے حاسدوں کے حسد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض دفعہ چھپ کر بعض دفعہ ظاہری طور پر وار کرتے ہیں اس لئے ہر احمدی کو حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرنی چاہیئے اور خصوصاً اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم بکثرت پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دشمن کے شر سے محفوظ رہیں۔

فیس بُک پر گورونانک صاحب کی تصویر شائع کرکے غلط کلمات لکھے جانے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں کسی فتنہ پرداز نے فیس بک پر ایک طرف حضرت بابا نانک دیو جی کی تصویر بنا کر ڈالی اور ساتھ ہی دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر اور پھر نہایت گندی اور غلیظ سوچ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت بابا نانک جی کے متعلق انتہائی غلیظ اور گندے الفاظ استعمال کیے اور تصویر کے اوپر لکھے اور ساتھ اس کے اوپر کانٹا بھی مارا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق تعریفی کلمات لکھ کر پھر مقابلہ بھی کیا کہ یہ اصل ہے اور فلاں فلاں ہے۔ مقصد اس فعل سے یقینا فتنہ فساد پیدا کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعریف اور مقام بتانا مقصود نہیں تھا اس کا، بلکہ سکھ حضرات کے جذبات کو بھڑکانا تھا اور پھر اس سے بھی بڑا ظلم ایک وہاں کے اخبار نے کیا کہ اسی طرح اسے شائع کر دیا۔ جس پر قادیان اور اردگرد کے علاقوں کے سکھوں میں بڑا اشتعال پیدا ہوا۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا کہ اُن کے لیڈروں نے عقل اور انصاف سے کام لیتے ہوئے اُن لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کیا کہ احمدی ایسی حرکت نہیں کرسکتے یہ یقینا کسی شرارتی اور بدفطرت عنصر نے ہمیں لڑانے کیلئے ایسا کیا ہے، مجھے بھی کئی سکھ خاندانوں کے سربراہوں کے قادیان سے خطوط آئے کہ ہمیں یقین ہے کہ کسی نے یہ شرارت کی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ یعنی اظہاراً ایسا لگتا ہے کہ جس طرح کسی احمدی نے لکھا ہے اور جماعت نے شائع کیا ہے ایسا اعلان۔ جماعت کبھی ایسی بے ہودہ حرکت نہیں کرسکتی۔ بہرحال اُن لوگوں نے بھی اُن کی مختلف تنظیموں نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے اور جماعت نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اسکی تحقیق کروائی جائے اور مجرم کو سخت سزا دی جائے۔ جماعت احمدیہ کا تو ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ کبھی کسی کے جذبات سے نہ کھیلا جائے اور مذہبی امن تو ایک طرف ہم تو قرآنی تعلیمات کے مطابق دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو، کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور پھر حضرت بابا نانک کا مقام اور عزت احترام جو جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ہے اسکے بارے میں کھل کر حضرت مسیح موعودؑ نے تعریفی کلمات کہے ہوئے ہیں۔ اُن کے بارے میں تو کوئی حقیقی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے گھٹیا اور گندے کلمات اُن کے بارے میں کہے جائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت بابا نانک صاحب کے بارہ میں ایک جگہ فرمایا ''کہ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحب کو حق اور حق طلبی کی روح عطا کی، جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہوچکی تھی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذاتِ یکتا کی طرف کھنچے جاتے ہیں''۔ پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا ''کہ ہر یک مومن متقی پر فرض ہے کہ ان کو (یعنی حضرت بابا نانک جی کو) عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور پاک جماعت کے رشتہ میں ان کو شامل سمجھے''۔ پھر فرمایا۔ ''ہم کو اقرار کرنا چاہئے کہ بابا صاحب نے وہی سچی روشنی پھیلائی ہے جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں، وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اُس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے''۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے کام اور حضرت بابا نانک صاحب کے کام کو ایک طرح کا قرار دیا۔ پس بدبخت ہے وہ جو حضرت بابا نانک صاحب کے خلاف غلط الفاظ استعمال کرے۔ پھر آپ فرماتے ہیں ایک جگہ کہ ''ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بے شک بابا نانک صاحب اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے''۔ پھر فرماتے ہیں ''میں سکھ صاحبوں سے اس بات پر اتفاق رکھتا ہوں کہ باوا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے''۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب یہ اعلان جماعت کی طرف سے وہاں شائع بھی ہوا ہے کہ ''بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں، میں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ سے یاد کریں۔ راجہ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج سارے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مقدس وجود ہیں''۔

پس یہ اعلان جس نے بھی شائع کیا ہے یہ شرارت اور فساد کی غرض سے ہے۔ قادیان کی انتظامیہ نے اسکی پرزور تردید اخباروں میں شائع کروائی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نزدیک حضرت بابا نانک کا مقام بہت بلند ہے اور ہم انہیں بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فساد اور شر سے قادیان کے احمدیوں کو بھی اور اسکے ماحول کو بھی محفوظ رکھے اور دشمن اپنی شرارتوں میں ناکام ونامراد ہوں۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے مکرم عبد الرزاق بٹ صاحب مبلغ سلسلہ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے آپ کی خدمات اور کوائف بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت فرمائے۔

❁❁❁

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 1 Nov 2012 Issue No : 44

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے ایمان افروز واقعات و روایات

ان واقعات و روایات سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے عرفان اور آنحضرتؐ کے عشق میں ترقی ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 / اکتوبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج میں پھر آپ کو صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں لیکر جاؤں گا۔ ان کی روایات بیان کروں گا۔ یہ روایات ایک عجیب نقشہ کھینچتی ہیں، ان لوگوں کے ایمان کا، ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کا۔ حضور انور نے صحابہ کرام کے مختلف ایمان افروز بیعت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت عبید شاہ صاحب ولد سید حسین علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے مجھے بہت کم موقعے ملے کیونکہ میں ایسی ملازمت میں تھا جس میں رخصت بہت کم ملتی ہے۔ میں نے ایک خواب کی بنا پر بیعت کی تھی۔ وہ یہ کہ میں مادھو پور میں کام کیا کرتا تھا ایک رات خواب دیکھی کہ ایک بزرگ نہایت چمک دار تاج پہنے اور لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ میرے گھر کی طرف تشریف لاتے ہیں اور چھت پر آتے ہیں اور وہاں بگل کے ساتھ اذان دی۔ جس کی آواز دور دور تک پہنچی۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور خواب میں ہی میری چارپائی کے قریب سے گزرے اور مجھے کہا۔ بھائی اپنے اندر سے پاخانہ اور نجس دور کرلو‘ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے گزرنے والوں سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اس کے اگلے دن ایک احمدی مجھ سے ملنے آئے اور کہا کہ الحمد للہ آپ احمدی ہوگئے ہیں۔ کیونکہ مجھے بھی خواب آئی ہے۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد میں اپنے سسرال کے گھر آیا۔ میں ان کے ساتھ مسجد اقصیٰ قادیان پہنچا۔ ان لوگوں نے مجھے منبر کے پاس بٹھا دیا اور حضور سے بیعت کی درخواست کی۔ حضور انور نے میری بیعت قبول فرمائی اور میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر دوسروں نے بیعت کی۔ حضرت عنایت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بیعت ۱۹۰۱ء کی ہے۔ اس وقت میری عمر ۱۵ سال کی تھی میں اپنے ساتھ حضور سے ملاقات کے بعد نذرانہ پیش کرنے کیلئے عطر کی شیشی لایا، کئی جگہ پیدل سفر کیا۔ قادیان آکر دیکھا کہ سوائے ایک قطرہ کے کچھ نہ تھا میں نے حضرت صاحب سے ملاقات کے بعد پیر دبانے شروع کئے اور ساری بات بیان کی، اور خالی شیشی پیش کردی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ”تم کو پوری شیشی کا ثواب مل گیا“۔ یہ کہتے ہیں کہ بیعت کے بعد میں دس دن تک قادیان میں رہا۔

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں گول کمرہ کے قریب جہاں بابو فخر الدین صاحب ملتانی کی دکان تھی کھڑا تھا۔ حضرت صاحب مکان سے باہر تشریف لائے اور فرمایا میاں عطاء اللہ یہ چٹھی لیٹر باکس میں ڈال دیں۔ میں خوش ہوا کہ حضور کو میرا نام یاد ہے۔ مغرب کے وقت حضور بکری کے کچے دودھ کا ایک گلاس نوش فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور کچا دودھ نہ پیا کریں۔ حضور نے فرمایا ”اکثر انبیاء علیہم السلام کچا دودھ پیا کرتے تھے۔“ کچھ دنوں بعد میں اپنے گھر بیمار ہوگیا۔ حضرت خلیفہ اوّل سے میری واقفیت تھی۔ میں قادیان آگیا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے میرا علاج شروع کیا اور پرہیزی کھانا کھچڑی وغیرہ دینا شروع کیا۔ جس سے میری زبان کا مزہ جاتا رہا۔ ایک دن میں نے حضرت اماں جی (اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل) سے عرض کی کہ میری زبان کا مزہ خراب ہوگیا ہے۔ مجھے کچھ شوربہ دیں۔ انہوں نے منع کیا لیکن میرے اصرار پر تھوڑا شوربہ دے دیا۔

اگلے دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے نبض دیکھی اور پوچھا رات کیا کھایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی نئی چیز نہیں۔ اس پر آپ حضرت اماں جی کے پاس گئے اور دریافت کیا۔ انہوں نے ساری بات بیان کی۔ آپ ناراض ہوئے کہ مریض کو بدپرہیزی نہیں کرنی چاہیئے اور میرے اس جھوٹ اور پرہیز نہ کرنے کا واقعہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کردیا۔ دو ماہ بعد میری رخصت ختم ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے دوا باندھ دی اور دُعا بھی کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جاتے وقت فرمایا کہ آپ نمازوں میں نہایت عاجزی انکساری اور دل سوزی سے دعا کیا کریں اور خط وغیرہ لکھا کریں اور قادیان جلد از جلد آیا کریں۔ اسی طرح فرمایا بدپرہیزی کو چھوڑ دیں اللہ تعالیٰ قادر ہے، غفور الرحیم ہے۔ انشاء اللہ جلد صحت یابی ہوگی۔ اس کے بعد میں گھر آیا اور رات ایک رویا غیر زبان میں دیکھی میں نے پھر دعا کی کہ خدایا تو اس رویا کی تعبیر مجھے بتا تو میری زبان سے جاری ہوا۔ ہیلدی ہیلدی۔ اور اس آواز نے مجھے بیدار کردیا۔ اس رویا کو بیس برس ہوگئے مگر آج تک کبھی سر درد بھی نہ ہوا۔ اور نہ میں بیمار ہوا۔

حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب کی روایت ہے کہ میں ۲۸ جولائی ۱۸۷۹ میں پیدا ہوا۔ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کو بیعت کی۔ کئی سال جماعت احمدیہ نیروبی کا پریزیڈنٹ رہا۔ میں نے حضرت صاحب کی بیعت سے قبل نہایت تضرع اور انکسار اور استقلال سے دُعا کی کہ اے میرے پیارے خدا میری رہبری فرما اور مجھے سیدھے راستے پر ڈال میری فرمایا دُسن۔ اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی جس کے نتیجہ میں میں نے ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کو بذریعہ خط حضور کی بیعت کی۔ اس کے بعد عبادت میں وہ لطف آنے لگا جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کیونکہ فرشتوں کے نزول کا زمانہ تھا۔ دل حضورؑ سے ملاقات کیلئے تڑپنے لگا۔ خدا خدا کرکے میری رخصت کا وقت آیا۔ میرے دل میں حضور کی خدمت میں نذرانے کی تحریک ہوئی۔ میں نے چار شتر مرغ کے انڈے لئے۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اپنے وطن گجرات پہنچا تو اپنے بھائی اور والد صاحب کو سلسلے کا مخالف پایا۔ میں نے بہت دعائیں کیں اور ۱۹۰۷ کے جلسہ سالانہ میں بھائی اور والد صاحب کو قادیان آنے پر راضی کرلیا۔ گجرات کی جماعت کے ساتھ ہم قادیان پہنچ گئے میں نے یہ نظارہ دیکھا کہ بڑے بڑے بزرگ اور احباب جماعت حضورؑ کی ملاقات کیلئے تڑپ رہے ہیں میں ایک مسافر کی حالت میں تھا اور میری شدید خواہش تھی کہ حضور سے تنہائی میں ملاقات نصیب ہو۔ احباب جماعت گجرات لنگرخانہ میں تھے اور میں اس فراق میں کہ الگ ملاقات ہوسکے۔ مسجد مبارک کے نیچے کی گلی سے گزر رہا تھا تو ایک شخص سے کہا میں دور دراز سے آیا ہوں حضور سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ اس کی راہ کیا ہوگی۔ اس نے کہا اس دروازے سے ایک بوڑھی خادمہ آتی ہے اس سے عرض کرو۔ اسی دوران وہ مائی باہر آرہی تھی۔ میں نے مائی صاحبہ سے مدعا عرض کیا۔ آپ نے نہایت شفقت سے کہا ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔ تھوڑی دیر میں واپس آئیں اور فرمایا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اُوپر آجائیں میں بھاگ کر والد صاحب اور دوسرے لوگوں کو لے آیا۔ حضور باہر تشریف لائے اور السلام علیکم کہا۔ افسوس ہم پہلے سلام نہ کرسکے۔ میرے والد صاحب باوجود مخالف ہونے کے قدموں میں گر پڑے۔ حضور نے فرمایا سجدے کے لائق ذات باری ہے۔ پھر اس عاجز نے شتر مرغ کے چار انڈے بطور نذرانہ پیش کئے۔ جسے حضور نے قبول فرمایا۔ حضور نے مصافحے کا شرف بخشا اور فرمایا اس دنیا میں دل نہیں لگانا چاہیئے۔

اپنے آپ کو اس مسافر کی حیثیت میں سمجھنا چاہیئے جیسے کوئی مسافر خانہ میں ٹکٹ لے کر گاڑی کا انتظار کررہا ہو۔ فرمایا کثرت سے استغفار کرو۔ حضور نے والد صاحب اور دوسرے لوگوں کی بیعت قبول فرمائی اور دعا فرمائی اور گداز دل سے روئے۔ اور آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ حضور کا رونا، دُعا کرنا اور مصافحے کا شرف بخشا آج تک یاد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا کہ پس یہ چند واقعات ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی روحانیت میں ترقی کی جس سے ان میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے عرفان اور آنحضرتؐ کے عشق میں ترقی ہوئی اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ہمیں بھی زمانے کے امام کی بیعت کرکے بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان